

بیان کی اہمیت اور اس سے متعلقہ امور پر  
مشتمل ایک بہترین مفہوم تالیف

# ابدیان

دستیار حکیم علی

کتبخانہ اعلیٰ حضرت شیخ شمس نگ لاهور

## انتساب

رقم الحروف اپنی اس تالیف کو **أَفْصَحُ الْفُصَحَاءَ** ..... **أَبْلَغُ الْبَلْغَاءَ** ..... **أَخْطَبُ الْخُطَّابَاءَ** .....  
**سَيِّدُ الْمُبَلَّغِينَ** ..... **هَادِي الْمُقْرِرِينَ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں بالخصوص  
اور زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لیکر قیامت تک آنے والے تمام مسلمان مبلغین و معلمین  
کی خدمت میں بالعموم پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

کاش! بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مقبولیت کا پروانہ جاری ہو جائے۔

بیان کی اہمیت اور اس سے متعلقہ امور پر مشتمل ایک بے حد مفید تالیف

## البیان

## پہلے اسے پڑھئے

پیارے آقا، مدفنی مصطفیٰ، سید الانبیاء، شہرِ ہر دوسر اجنبیب کب را صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے، **إِنَّمَّا مِنَ الْبَيْانِ مِنْ حَرَّا** یعنی بعض بیان جادو ہیں۔ (بخاری) مراد یہ ہے کہ بعض بیان سننے والوں پر اسی طرح اسرا نماز ہوتے ہیں۔ جیسے جادوگر کا جادو اثر انداز ہوتا ہے۔

اس فرمان عالیشان سے یہ نتیجہ نکلا جا سکتا ہے کہ قلوب میں انقلاب پیدا کرنے کے سلسلے میں بیان کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ یقیناً یہ انقلاب و تبدیلی، ایسے ہی بیان کے جواب میں ظہور پزیر ہو گی کہ جیسے ہر زاویے سے جانب، پر کھکھ پر دسمعین کیا گیا ہو۔ مذکورہ بالا حدیث پاک اور اس سے اخذ شدہ نتیجے کی روشنی میں یہ بات سخنی سمجھ میں آتی ہے کہ ہماری پیاری پیاری سنتوں کی عامگیر تحریک دھوت اسلامی کی ترقی و بقاء کی خاطرا پنے بیان کو بہتر سے بہتر بنایا، اس کی ادائیگی میں سستی و کامی سے پچنا اور دیگر اسلامی بحائیوں میں اس کے لئے سمجھ و شعور و صلاحیت کا بیدار کرنا، بے حد لازمی و ضروری ہے۔

اسی نکتے کو پیش نظر کر کتاب خدا کو آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔ محمد ارسلان، چاہے نئے ہوں یا پرانے، ہر ایک کو چاہئے کہ اس کا بار بار بغور مطالعہ فرمائ کر اپنے بیان کے نکھارا اور دوسروں کے بیان کی اصلاح کے عمل کو تیز سے تیزتر کرنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تاحیات اخلاص و استقامت کے ساتھ سنتوں کی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین بجاوا لتبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خادم مکتبہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز

محمد اجميل عطاری علی عنہ

بیان پر قدرت اللہ تعالیٰ کی ایک بہت نعمت ہے، یقیناً اس کا حصول، اسے موثر طریقے سے ادا کرنا اور اس پر استقامت، سعادت مندوں کا حصہ ہے، اس سے قبل کہ بیان کی افادیت پر کچھ روشنی ڈالی جائے، اس کی تعریف ذکر کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے۔

### بیان کی تعریف

وهو النطق الفصيح المعرب عما في الضمير یعنی بیان ایک ایسے فصح کلام کو کہتے ہیں جو دل میں موجود چیزوں کو ظاہر کر دیتا ہے۔ (کتاب التعریفات۔ الحجر جانی)

یقیناً جب انسان بیان کرتا ہے تو اپنے تو اپنے دل و دماغ میں موجود احساسات و خیالات کو قرآن و حدیث و دیگر دلائل کی روشنی میں سننے والوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے۔

مدینہ..... تعریف بیان سے معلوم ہوا کہ بیان صرف مطلقاً الفاظ کی ادائیگی کا نام نہیں بلکہ مافی الضمير کو کلام فصح کے ساتھ کرنے کا نام ہے۔ کلام فصح کے کہتے ہیں؟ اگر اس بات کو علمی لحاظ سے بیان کیا جائے تو بات بہت طویل ہو جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ بعض اسلامی بھائیوں کیلئے دلچسپی سے خالی بھی۔ لہذا یہاں پر مختصر اپنے الفاظ میں اس کا مطلب بیان کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

### کلام فصیح کی تعریف

هو خلوصه من تنافر الكلمات و ضعف التاليف والتعميد مع فصاحتها

فصح کلمات پر مشتمل کلام کا تنافر کلمات، ضعف تالیف اور تعقید لفظی و معنوی سے خالی ہونا۔ (مختصر المعانی۔ تختارانی)

۱..... اس میں استعمال کئے جانے والے تمام الفاظ و حروف کی ادائیگی زبان پر بے حد آسان ہو یعنی زبان ان کی ادائیگی میں بالکل دُشواری محسوس نہ کرے۔

۲..... ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جو مومام و خواص دنوں میں معروف ہوں، ایسے الفاظ کا انتخاب نہ ہو کہ جو سننے والوں کو اجنبی محسوس ہوں۔

۳..... جوبات سمجھانا چاہیں، کلام سے اس کا سمجھنا سب کیلئے بالکل آسان ہو، ایسا نہ ہو کہ اتنے مشکل انداز والالفاظ یا بے ترتیب طریقے سے بیان کرنے کی کوشش کی جائے کہ سننے والے یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ بیان تو بڑا زور دار تھا لیکن یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ حضرت کیا کہنا چاہئے تھے.....؟

ماقبل میں رقم الحروف نے بیان کے حصول، اسے موثر طریقے سے ادا کرنے اور اس پر استقامت کو سعادت مندوں کا حصہ قرار دیا ہے۔ یہ دعویٰ درست ہے یا نہیں؟ اس کا فیصلہ کرنے کیلئے ضروری ہے کہ بیان کی افادیت و اہمیت کا مختصر ا جائزہ لے لیا جائے۔

## بیان کی افادیت و اہمیت

بیان کے افادیت کئی لحاظ سے قابل ذکر ہے..... مثلاً (۱) مبلغ کی اپنی ذات کے لحاظ سے (۲) سامنے کے اعتبار سے  
 معاشرے کی اصلاح کے پیش نظر (۴) تطبیقی لکھنے نظر سے۔

### ۱۔ مبلغ کے اپنی ذات کے لحاظ سے

اگر خور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ کسی مبلغ کا بیان کرنا اسے درج زیل فائدوں سے فیضیاب کر دیتا ہے۔

### (۱) سنت پر عمل کی سعادت

قومی و موثر دولائل کے ساتھ عموم انسانوں کو دین کی طرف مائل کرنا اور ان کا تعلق، اللہ تبارک و تعالیٰ اور آخرت کے ساتھ مضبوط کرنا،  
 انبیاء علیهم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیائے کرام حبہم اللہ کا طریقہ رہا ہے۔ جب یہ بات تسلیم شدہ ہے تو اب ہر مبلغ کو  
 اپنی خوش قسمتی پر نماز کرنا چاہئے کہ وہ قدرت کے اس عطا کردہ انعام کے ذریعے مذکورہ نفووس کریمہ کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی  
 سعادت حاصل کرنے کی بناء پر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کو اپنے لئے بے حد آسان بنا رہا ہے۔

اس کے عکس ایسے اسلامی بھائیوں کو اپنے اوپر افسوس کرنا چاہئے کہ جو ہزار ہا صلاحیتیں رکھنے کے باوجود اس سنت پر عمل پیرا ہونے  
 سے محروم ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی یہ سستی انہیں میدانِ محشر میں شدید پچھتاوے کا شکار کروادے۔

### (۲) ملاقات میں آسانی

کسی کو دین کی طرف مائل کرنے کیلئے موثر انداز ملاقات بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ سامنے والے کو متاثر کئے بغیر اپنی بات  
 منوانا یا اس کے خیالات کو اپنے خیالات کے تابع کرنا بہت ہی مشکل امر ہے۔ اپنی ذات گفتگو سے سامنے والے کو متاثر کرنے  
 میں ذہین میں موجود الفاظ کو خوبصورتی اور سلیقے کے ساتھ زبان سے ادا کرنا بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اچھا سیلز میں اسی کو  
 کہا جاتا ہے کہ جو گاہک کو اپنی گفتگو کے سحر میں جکڑ کر دکان سے خالی ہاتھ نہ لکنے دے۔

بیان کی برکت سے مبلغ کے ذہن میں نہ صرف کثیر الفاظ کا ذخیرہ جمع ہو جاتا ہے بلکہ بوقت ضرورت اسے، اس ذخیرے کے استعمال  
 پر قدرت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ بیان کی تیاری کیلئے مطالعہ، جمع کردہ مواد کی احسن طریقے سے ادا یعنی پر خور اور  
 پھر اسے بیان کرنے کی سعادت بھی حاصل کرتا رہتا ہے۔

نتیجتاً ان تمام چیزوں کے حصول کے بعد اس کیلئے ہر قسم کے طبقہ، مگر کے لوگوں سے با اعتماد طریقے سے گفتگو کرنا اور انہیں اپنی  
 ذات سے متاثر کر کے دین کی طرف مائل کر لینا بے حد آسان ہو جاتا ہے۔

ان کے برعکس بیان و مطالعہ میں سستی کرنے والے حضرات اکثر ملاقات و گفتگو کرنے میں جھجک محسوس کرتے ہیں اگر ملاقات کر بھی لیں تو کچھ دری بعد ہی الفاظ کا ذخیرہ ختم ہو جاتا ہے، نیچھا ادھوری و نامکمل ملاقات پر ہی اکتفاء کرنا پڑتا ہے جس کا اکثر فائدے کے بجائے نقصان ہی دیکھنے میں آتا ہے۔ مثلاً اس طرح کہ کسی کے دل میں دین کی محبت تو پیدا کر دی لیکن اسے اپنے ماحول سے متاثر کرنے میں ناکام رہے، نیچھا ہمارے پیدا کردہ جذبے کی تسلیم کیلئے وہ کسی اور ماحول کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس طرح ایک اسلامی بھائی کو تیار کر کے غیروں کے ہاتھ میں برپادی ایمان کیلئے حوالے کر دیا جاتا ہے۔

اس قسم کے سستی کے شکار اسلامی بھائی یہ کہتے ہوئے با آسانی دیکھے جاسکتے ہیں کہ جب ہم ملاقات کرتے ہیں تو ہمیں سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا بات کریں۔

یونہی مطالعہ کی قلت کی بناء پر اکثر علمی و دینی سوال کرنے والوں کے سامنے محدث بھی کرتی پڑتی ہے اور اس طرح بار بار شرمندگی یا ملاقات سے کنارہ کشی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ پہلی صورت، حوصلہ لشکنی اور احساس کمتری کا سبب ہوتی ہے جب کہ دوسری صورت میں تنظیمی و اخروی نقصان کا سبب بنا پڑتا ہے۔

### (۳) تحریر میں اثر و پختگی

بلامبالغہ اخروی فائدوں کے لحاظ سے انسان کی تحریر، اس کیلئے اس کے بیان سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ انسان کی وفات کے ساتھ ہی سلسلہ بیان موقوف ہو جاتا ہے، لیکن اس کی تحریر بعد موت بھی اس کیلئے مختلف انداز سے لفظ بخش ثابت ہوتی رہتی ہے (بشر طیکہ وہ اخلاص کے ساتھ لکھی گئی اور پاکیزہ الفاظ و نیک مقاصد پر مشتمل ہو) اور یہ تحریر اسی وقت حقیقی معنی میں عظیم الشان ثواب جاریہ کا زر بیٹھنے گی کہ جب اس میں پڑھنے والوں کیلئے اچھا و نیا مowaہ ہو اور اس مواد کو احسن طریقے سے خوبصورت الفاظ کے ساتھ میں ڈھال کر حوالہ کتاب بھی کیا گیا ہو۔

اور نئے مواد کا جمع کرنا اور اسے خوبصورت طریقے سے تحریر کرنا اسی وقت ممکن ہے کہ جب مصنف کا مطالعہ وسیع ہو اور اس کے ذہن میں مختلف جملے بہترین ترتیب کے ساتھ موجود ہوں۔ اب چونکہ ایک سمجھدار اور اچھا مبلغ اپنے بیان کی افادیت پڑھانے کیلئے کثرت سے مطالعہ کرتا ہے، جس کے باعث نیا نیا مواد حاصل ہوتا رہتا ہے اور پھر اس مواد کو عوام کے سامنے بیان کرنے کیلئے اپنے ذہن میں مرتب بھی کیا جاتا ہے، چنانچہ بیان کی برکت سے اسے ضمناً تحریر کو بہترین بنانے کے سلسلے میں مذکورہ دونوں معاون چیزیں بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔ اس کے برعکس ایسے اسلامی بھائی کہ جو بیان کی سعادت سے منہ موڑنے کو اپنے لئے باعث راحت تصور کرتے ہیں، یا تو تحریر کی ہمت ہی نہیں کر پاتے اور اگر کربھی لیں تو ان کی تحریر میں وہ جاذہ ہیئت واژو کشش پیدا نہیں ہو سکتی کہ جو ایک مبلغ کی تحریر میں با آسانی محسوس کی جاسکتی ہے۔

## (4) خود اعتمادی کا حصول

چونکہ مبلغ، بیان کی تیاری کے سلسلے میں مختلف مضامین پر مشتمل کتب کا مطالعہ کرتا رہتا ہے، لہذا اس کے ذہن میں بے شمار موضوعات کے بارے میں مواد جمع ہو جاتا ہے، نیز وہ اس مواد کو کثیر مجھ کے سامنے بیان بھی کرتا ہے، چنانچہ اسے ان دونوں چیزوں کے بے حساب خوبی فائدوں میں سے ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ اس کی ذات میں زبردست خود اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے۔ نتیجتاً اسے مختلف شعبوں یا طبقوں سے تعلق رکھنے والوں کو دیکھ کر یا ان سے بات چیت کے دوران کسی بھی قسم کا احساس کرتی کا احساس نہیں ہوتا۔ اور پھر یہ پا اعتماد گفتگو، دین کی تقویت اور ترقی کا باعث بن جاتی ہے۔

لیکن بیان و مطالعہ کی نعمت کو قبول کرنے سے انکار کرنے والے دین کی ترقی کے سلسلے میں مخلص اسلامی بھائی ایک مخصوص طبقے کے علاوہ دیگر لوگوں کے ساتھ ملاقات کی ہمت نہیں کر پاتے، چنانچہ اگر انہیں کسی امیر و کبیر شخص یا پروفیسر و ڈاکٹر یا کسی بڑے افسر یا کالج و یونیورسٹی میں پڑھنے والے طالب علم سے ملاقات کیلئے کہا جائے تو وہ ایک انجانے خوف میں بدلاء ہو کر یا تو صاف انکار کر دیتے ہیں اور یا پھر دوران ملاقات واضح طور پر سامنے والے سے مرعوب و متأثر دیکھے جاسکتے ہیں۔ یقیناً ذی شعور اسلامی بھائیوں کیلئے اس کے نتیجے کا اندازہ کرنا بالکل دشوار نہیں۔

## (5) ثواب جاریہ کا سبب

اللہ تعالیٰ جہاں مبلغ کو بے شمار دیگر انعامات سے نوازتا ہے وہیں اس کیلئے ثواب جاریہ کے دروازے کھول کر قیامت تک کیلئے راحت و خوشی کا سامان بھی فراہم کر دیتا ہے۔ مبلغ کے بیان کی مذکورہ افادیت کو ایک مثال سے سمجھنے کہ کسی نے زمین میں ایک بیج آگایا، اس سے پودا نکلا، پھر وہ تناور درخت بن گیا اور پھر اس میں منوں کے حساب سے بہترین خوش ذائقہ پھل لے گئے، اس نے خود بھی کھائے اور دوسروں نے بھی انہیں سیر ہو کر کھایا۔ پھر ان کھائے ہوئے پھلوں کے بیج بھی اگادئے گئے، ان سے بھی حسب سابق پودے اور درخت نکل آئے اور اس طرح صرف ایک بیج سے لا تعداد پھلوں اور درختوں کے حصول کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری و ساری ہو گیا۔

پس مبلغ کا بیان، زمین میں لگائے جانے والے بیج کی مانند ہے، جب اسکے الفاظ سماجیں کے دل و دماغ میں ہلکی مجادیتے ہیں، تو گویا کہ اس بیج سے پودا نمودار ہو گیا اور جب اس کے پر اخلاص بیان کی برکت سے لوگ نیک بنتا شروع کر دیں، گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیں، عمل کرنا ان کیلئے بالکل آسان ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی فرمائی برداری والے کاموں پر استقامت سے نواز دیئے جائیں، تو گویا کہ اب وہ نخاہ سا پودا تناور درخت بن چکا ہے، اب چونکہ ان کے نیک بننے کا سبب یہ مبلغ بنا تھا،

الہذا ان کے تمام نیک اعمال کا ثواب اسے بھی ملتا رہے گا، یہ گویا کہ اس نے اور دوسروں نے اگائے ہوئے بچلوں کو کھایا اور پھر جب نیک بننے والے ان نعمتوں کے حصول کے ساتھ ساتھ دوسروں کو نیک بنا بھی شروع کر دیں اور وہ مزید دوسروں کو..... اور پھر وہ مزید دوسروں کو..... تو گویا کہ کھائے ہوئے بچلوں کے بیجوں کو اگادیا گیا، اب ان شان اللہ عزوجل یہ سلسلہ تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔

☆ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے البتہ تمیں چیزیں پھر بھی باقی رہتی ہیں..... (۱) صدقۃ جاریہ (۲) نفع دینے والا علم (۳) نیک اولاد جو اس کیلئے دعائیگتی رہے۔ (سلم)

☆ ایک اسلامی بھائی نے بتایا کہ تقریباً دو سال پہلے اجتماع میں بھارت سے آئے ہوئے ایک مبلغ نے ایک سنت بیان کی تھی، میں اس سنت پر اسی وقت سے عمل کر رہا ہوں۔

اس بات کو سن کر راقم الحروف کافی دری تک اس مبلغ کی قسمت پر رٹک کرتا رہا۔ آپ بھی غور کیجئے کہ یہ تو ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے، نامعلوم اس وقت کتنے ایسے لوگ ہوں گے کہ جنہوں نے اس بیان کردہ سنت پر عمل کی نیت کی ہوگی، اب وہ مبلغ تو اپنے گھر جا کر دوسرے کاموں میں مصروف ہو چکا ہے لیکن یہاں نیکوں کا جو میستر چلا کر چلا گیا اس کا نفع اسے نامعلوم مدت تک حاصل ہوتا رہے گا اور مزے کی بات یہ کہ اسے خود معلوم نہیں ہو گا کہ روزانہ میرے نامہ اعمال میں کس قدر نیکیاں لکھی جا رہی ہیں، پھر وہ قیامت جب اس کا نامہ اعمال کھولا جائیگا، تب اسے علم ہو گا کہ اس کی زبان سے نکلنے والے یہ مختصر الفاظ اس کیلئے کتنا عظیم الشان ذخیرہ بن چکے ہیں۔

اور پھر یہ تو ایک بیان کی برکت کا ادنی ساطھ ہو رہے ہے، وہ اپنی پوری زندگی میں جتنے بیانات کرے گا اور ان سے لوگ نیک بنیں گے، گناہوں کو چھوڑیں گے، اور ادو و طائف اختیار کریں گے نیز دوسروں کو نیک بنائیں گے اور ان بیان کردہ باتوں کو دوسروں کے سامنے بیان کریں گے تو ان کے بد لے میں ملنے والے انعامت کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟

اس کے برعکس بے چارہ اسلامی بھائی کہ جسے قدرت نے بیان کا موقع عطا فرمایا لیکن اس نے ضرورت سے زیادہ ہوشیاری اور سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سعادت سے حصہ حاصل نہ کیا، تو غالب گمان ہے کہ اس کی یہ کوتاہی اس کیلئے قبر و حشر میں طویل رنج و غم کا سبب ثابت ہو گی۔

## (۶) مغفرت و نجات کا سبب

بیان کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ بعض اوقات اس کے باعث مبلغ اور سامعین کیلئے نجات و مغفرت کا پروانہ بھی جاری کر دیا جاتا ہے جیسا کہ

### ☆ تمام لوگوں کی مغفرت

اہن عصا کر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلم بن منصور بن عمار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا، تو پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ وہ فرمائے لگے، مجھ کو میرے رب (عزوجل) نے قریب بلا کر فرمایا، اے بے عمل بوڑھے! میں تجھے معاف کرتا ہوں۔ مگر تو جانتا ہے کہ تیری مغفرت کیوں کی گئی ہے؟ میں نے عرض کی، جی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اس لئے کے ایک روز تو نے لوگوں کو جمع کیا اور میرا ذکر کیا، تو لوگ روئے، ان میں ایک ایسا شخص بھی تھا کہ جو میرے خوف سے اس دن کے علاوہ کبھی نہ رہا تھا، اسکے روئے کے باعث میں نے اس کی مغفرت کر دی اور اسکے صدقے میں تمام اہل مجلس کو بھی بخش دیا۔ (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور)

### ☆ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کا بدلہ

اہن عصا کر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عبد اللہ بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا، میں نے حلفیہ متولی باللہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی۔ میں نے دریافت کیا کہ کس سبب سے؟ فرمایا، اگرچہ میرے پاس نیک اعمال کا کوئی ذخیرہ نہ تھا، لیکن میں نے سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کی تھی، اس کے عوض میری مغفرت فرمادی گئی۔ (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور)

## (۷) بارگاہ الٰہی عزوجل میں مقبولیت

اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف مائل کرنا مبلغ کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول و معروف بننے کا ذریعہ بھی ہے اور جو رپت کائنات کی بارگاہ میں مقبول ہو گیا، تو اس کو عطا کئے جانے والے انعامات کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ اس سلسلے میں دو ایمان افروز واقعات ملاحظہ فرمائیے:-

### ☆ آسمانوں میں بیان

ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابو الحسن شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے منصور بن عمار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا، تو دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا تو ہی منصور بن عمار ہے؟ میں نے عرض کی، جی ہاں۔ پھر اس نے دریافت فرمایا، کیا تو وہی ہے کہ جو لوگوں کو دنیا میں زہد کی رغبت اور آخرت کی محبت کی جانب مائل کیا کرتا تھا؟ میں نے عرض کی، جی ہاں، ایسا ہی تھا کہ جب بھی میں کسی مجلس میں بیٹھتا تو اس کو تیرے ذکر سے شروع کرتا، پھر تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ذرود بھیجتا اور پھر تیرے بندوں کو نصیحت کرتا۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، میرے بندے نے سچ کہا، اس کیلئے آسمان میں کرسی بچھاؤتا کہ جس طرح یہ دنیا میں میری پا کی اور بڑائی بیان کرتا تھا، اسی طرح آسمانوں میں بھی بیان کرے۔ (شرح الصدوق شرح حال الموتی والقبور)

### ☆ حضرت جبریل علیہ السلام نے حدیث لکھی

ابن عساکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محمد بن مروزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی کہ میں نے حافظ یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا، کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا، اللہ عزوجل نے میری بخشش کر دی اور فرمایا، تم دنیا میں جس طرح میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے تھے آسمان پر بھی بیان کرو۔ چنانچہ میں نے چوتھے آسمان پر حدیث بیان کی اور فرشتوں نے اسے سنہری قلموں سے لکھا، حضرت جبریل علیہ السلام بھی لکھنے والوں میں تھے۔ (شرح الصدوق شرح حال الموتی والقبور)

## (۸) عمل پر استقامت اور احتیاط کی دولت

جب ایک مبلغ اجتماع وغیرہ میں اجتماعی طور پر وصولی کو نیکی کی تلقین کرتا ہے، تو اس کی شخصیت آہستہ آہستہ مشہور ہونا شروع ہو جاتی ہے، وہ اپنے اطراف میں مشاہدہ کرتا ہے کہ سننے والے میری وجہ سے باعمل بنا شروع ہو گئے ہیں، بہت سوں کو نیک اعمال پر استقامت بھی حاصل ہو گئی ہے۔ یہ تمام امور اس کی شخصیت میں احتیاط کا مادہ بڑھادیتے ہیں، کیونکہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کا میرے بیان کے ذریعے میری ذات سے متاثر ہونا اور اس کے نتیجے میں نیک اعمال و افعال پر پابندی اختیار کرنا اسی وقت تک ہے کہ جب تک میں خود ان باتوں پر بخشی سے عمل کروں گا، چنانچہ وہ ہر معاملے میں احتیاط کرنے لگتا ہے، اس کی گفتگو، چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، مسکرانا، لوگوں سے میل جوں رکھنا سب سنت کے مطابق ہو جاتا ہے، خلاف شرع امور سے دور ہو جاتا ہے، نیزان اعمال کے ساتھ ساتھ عبادت پر زبردست استقامت بھی حاصل ہو جاتی ہے اور اس طرح وہ ایک قابل رشک زندگی گزارنے کی سعادت حاصل کر لیتا ہے۔ کیونکہ

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ عبادت سب سے زیادہ پسند تھی، جسے کرنے والا ہمیشہ کرے۔ (بخاری)

☆ شفیع محدث صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہے کہ جس میں یہیں کی جائے، چاہے وہ عمل تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ (مسلم)

## ۲.... سامعین کے اعتبار سے

آخرت میں فلاح و کامرانی کے حصول کیلئے علم دین، عمل کے دولت، خوف خدا، گناہوں سے دوری، عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبادت کی ادائیگی پر استقامت اور سابقہ گناہوں پر توبہ و استغفار لازم و ضروری امور ہیں۔ ان کا حصول گرچہ کتابوں کے ذریعے بھی ممکن ہے، لیکن ہر شخص کو اس پر قدرت حاصل نہیں ہوتی، یا تو ذاتی سستی کی بناء پر، یا غفلت کے باعث یا دیگر دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے ایسی صورت میں مبلغ کا بیان بہیت اہم کردار ادا کرتا ہے اور انھیں مختصر وقت میں وہ چیزیں مکمل تفصیل و ترتیب کے ساتھ فراہم کر دیتا ہے کہ جو ایک طویل عرصے تک مطالعے کے بعد بھی حاصل ہونی مشکل تھیں اور اس طرح بیان کی برکت سے ان کی آخرت محفوظ ہو جاتی ہے۔

## ۳.... معاشرے کی اصلاح کی پیش نظر

معاشرہ افراد سے بنتا ہے، اگر اداگر پاکیزہ بھجو شعور کے مالک ہوں تو معاشرے میں بھی پاکیزگی دکھائی دیتی ہے، اس کے برعکس اگر ان کے اوپر ان گندگی کا شکار ہوں تو اس کے مضر اثرات پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور برائیاں گھر گھر میں عام ہو جاتی ہیں، جیسا کہ ہمارے معاشرے میں بآسانی دیکھا جا سکتا ہے۔ معاشرے کی اصلاح کے سلسلے میں بھی بیان کو نمایاں حیثیت و اہمیت حاصل ہے، اچھے مبلغ کا بیان لوگوں کی مخفی سوچ کو ثابت سوچ میں تبدیل کر دیتا ہے، جب یہ مختصر سے افراد اپنے گھروں میں سوچ کو منتقل کرتے ہیں تو کئی گھرانے راؤ راست پر آ جاتے ہیں، جب کئی گھرانے سدھ رجاتے ہیں تو لا محالہ معاشرے پر اس خوشنگوار اثرات نمودار ہونا شروع ہو جاتے ہیں جیسا کہ دعوتِ اسلامی کے ماحول کی برکت سے مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ اب یہ بیان جتنے کثیر ہوں گے، سنئے والوں کا دائڑہ بھی وسیع ہوتا چلا جائے گا، اور جتنے سامعین بڑھیں گے، اتنی تیزی سے معاشرے میں انقلاب برپا ہونے کے امکانات روشن سے روشن تر ہوتے چلے جائیں گے۔

## ۴..... تنظیمی نکتہ نظر سے

تنظیمی نکتہ نظر سے بیان کی اہمیت کی لحاظ سے سمجھی جا سکتی ہے۔

### ☆ تنظیم کی ترقی و بقاء کا سبب

کسی بھی تنظیم کی ترقی و بقاء اس کے کارکنوں کی کثرت اور ان کی انٹگر مختن کی مر ہوں منت ہوتی ہے۔ ایک اچھا مبلغ جب معیاری و متاثر کن بیان کرتا ہے تو اس کی برکت سے کثیر لوگ تنظیم کا حصہ بننا شروع کر دیتے ہیں اور پھر اس ترقی میں مشغول و مصروف بھی ہو جاتے ہیں۔ یقیناً ایک غیر مسلح، لوگوں تک جو پیغام یہ ہے سیہہ سال بھر میں پہنچائے گا، ایک مسلح مطلوبہ لوگوں تک وہی پیغام صرف ایک بیان کے ذریعہ پہنچا سکتا ہے۔

### ☆ قافلہ نکالنے میں آسانی

سننوں کی تربیت کے سلسلے میں روانہ ہونے والے قافلے کی کامیابی کے لئے، قافلے میں کم از کم ایک ایسے مسلح کا ہونا ضروری ہے کہ جیسے اچھا بیان کرنے پر قدرت حاصل ہو، اگر پورے قافلے میں ایک بھی ایسا اسلامی بھائی موجود ہو تو قافلہ نکالنے کی رسم تو پوری ہو جائیگی لیکن جس مقصد کیلئے گھر پار چھوڑا گیا تھا، وہ مقصد کامل طریقے سے پورا ہوتا نظر نہ آیا۔ معلوم ہوا کہ قافلے کی کامیابی میں بیان کرنے والے مسلح کا کردار بالکل ایسا ہی اہم ہے جیسے ایک درخت کے قائم رہنے کیلئے اسکے تین کا وجود ضروری ہے۔ بلکہ اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسے قبیقی اسلامی بھائی کی غیر موجودگی کے باعث قافلہ زکا الناہی دشوار و ناممکن ہو جاتا ہے۔

اس مسلمہ حقیقت پر نظر ٹانی کرنے کیسا تھا ہی بیان کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ قافلہ جو کہ دعوت اسلامی کے ماحول میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، اسکی بقاء و ترقی بھی اسی نعمت عظمی کے حامل اسلامی بھائیوں کی موجودگی کی محتاج و مر ہوں منت ہے۔

ماقبل بیان کردہ صورت کے برعکس جس علاقے میں بیان کرنے والے اسلامی بھائیوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، انہیں نہ تو قافلہ نکالنے میں کوئی وقت محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی قافلہ لے جانے کی صورت میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ کاش! اپنے ماحول کی ترقی کی خاطر ہم میں بھی بیان سکھتے، کرنے اور سکھانے کا جذبہ موجود ہوتا۔

### ☆ سالانہ اجتماع کی تیاری کے سلسلے میں آسانی

جن علاقوں میں بیان کرنے والے اسلامی بھائی موجود ہوتے ہیں، سالانہ اجتماع کے موقع پر انہیں عوام الناس کو مجمع کرنے میں بالکل وقت محسوس نہیں ہوتی اور وہ پاسانی مرکز کا دیا ہوا ثارگٹ پورا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس ایسے علاقے کے جنکے اسلامی بھائی اس سلسلے میں ہمیشہ سستی کا شکار رہے ہوں دوسرے مختلف علاقوں سے مبلغین کی بھیک مانگتے نظر آتے ہیں کاش! یہ اسلامی بھائی مختن کرتے تو ایسے موقع پر دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے پاسانی بچ جاتے۔

بڑی محافل کی کامیابی کیلئے جہاں اچھے نعمت خواں درکار ہوتے ہیں، وہیں بہترین مبلغ کی اہمیت کا بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ایسی بڑی محافل میں اکثر لوگ بننے کی نیت سے ہی حاضر ہوتے ہیں، اب جب کہ سننے والے اسی مقصد کیلئے اپنا فتحی وقت نکال کر آئے ہوں اور شوق بھی رکھتے ہوں، تو ایسے موقع سے فائدہ اٹھا کر شیطان کی گرفت کو کمزور کرنا بے حد آسان ہو جاتا ہے، لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب بیان کرنے والے کی بیان پر گرفت مضبوط ہو، وہ ایک اچھے بیان کی تمام تر خوبیوں سے نا صرف واقف ہو بلکہ اسے اچھی صفات کے ساتھ ادا یکی بیان پر قدرت بھی حاصل ہو۔ فتحی سے اکثر علاقے اس قسم کے مبلغین سے خالی ہوتے ہیں، چنانچہ یا تو کسی ایسے تجربہ کا راستہ بھائی کو کھڑا کر دیا جاتا ہے کہ جس سے فائدے کے بجائے اُلانقصان ہوتا ہی نظر آتا ہے اور یا پھر پورے علاقے میں مذکورہ مبلغ کے نہ ہونے کے باعث دوسرے علاقے والوں سے عرض و خوشامدگی جاتی ہے۔

### ☆ ہفتہ وار اجتماع کی کامیابی

ہفتہ وار اجتماع کی کامیابی بھی اچھا بیان کرنے والے مبلغین کی محتاج نظر آتی ہے، جن شہروں میں خوب صورت انداز بیان کے حامل اسلامی بھائی موجود ہوتے ہیں، انکے اجتماعات کامیابی سے ہم کنار نظر آتے ہیں کیونکہ علاقے کے اسلامی بھائیوں کو امید ہوتی ہے کہ نئے اسلامی بھائی کو ساتھ لے جانے پر اچھے بیان کے باعث اس کا ذہن بننے کا قوی امکان ہے اور ایسا ہوتا بھی ہے کہ جب بیان کے اختتام پر نئے اسلامی بھائی یوں کہتے نظر آتے ہیں کہ آج تو مزہ آگیا یا آج تو بہت روحانی سکون ملا ہے تو ان مبلغین کو اپنی محنت وصول ہوتی نظر آتی ہے اور اس طرح ان میں مزید کام کا جذبہ بڑھ جاتا ہے۔

اس کے بعد جو علاقے مبلغین کے انتہا سے قحط کا شکار ہوتے ہیں، ان کے اجتماع نہ صرف ناکام رہتے ہیں بلکہ اس علاقے کے اسلامی بھائیوں میں کام کا وہ جذبہ بھی نظر نہیں آتا کہ جو ایک تنظیم سے شدید محبت رکھنے والے کارکن میں نظر آنا چاہئے، اس کی وجہ اکثر یہی ہوتی ہے کہ اسلامی بھائی خوب محنت کے ساتھ لوگوں کو تیار کر کے اجتماع میں لاتے ہیں لیکن جب سامنے سے مبلغ کی آئیں، باعیں، شائیں سننے کو ملتی ہے اور نہ بیان کا کوئی سر ہوتا ہے نہ پیر اور یا پھر وہی پرانا بیان بعضی بیان کیا جا رہا ہوتا ہے تو نئے آنے والے بہت بوریت محسوس کرتے ہیں، نتیجتاً انہیں بڑی تعریفیں بیان کر کے ساتھ لانے والا مبلغ، شرمندگی کا شکار ہو جاتا ہے اور پھر یہی شرمندگی اس کی آئندہ محنت پر زبردست طریقے سے اثر انداز ہوتی ہے، سابقہ اجتماعات کے تلخ تجربے، نئے اسلامی بھائیوں کو دعوت دینے کی راہ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں اور اس طرح اجتماع، ترقی کے بجائے تنزیل کا شکار ہوتا چلا جاتا ہے۔

## ☆ باہر کے ممالک میں دعوتِ اسلامی کا مضمبوط اثر

جب کوئی مبلغ مرکز کی طرف سے باہر کے ملک میں دعوتِ اسلامی کا پیغام لیکر جاتا ہے تو لوگ اس کی بات کو بہت غور سے سنتے ہیں، کیونکہ وہ اس وقت ایک نئی تنظیم کا تعارف پیش کر رہا ہوتا ہے اور اس نمائندے کی زبان سے نکلنے والے الفاظ پوری تنظیم کی سوچ و مقصد پر دلالت کر رہے ہوتے ہیں، نیز اس لئے بھی کہ ہر تنظیم دیگر ممالک میں اپنے کام کو وسعت دینا چاہتی ہے، لہذا لوگوں کو یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ ان میں سے کس تنظیم کے ساتھ وابستگی اخروی و مسلکی اعتبار سے فائدہ مندرجہ ہے۔

لہٰذا اب اگر ایسا مبلغ، اپنے پیغام کو بہترین انداز سے پیش کرنے میں کامیاب ہو جائے، تو سامنے کے قلوب میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے، وہ اس پیغام کے باعث پیش کردہ ماحول کو دیگر تنظیمی ماحلوں پر فوکیت دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور یوں کامیابی، تنظیمی ترقی کی شکل میں مبلغ کے قدم چوتھی نظر آتی ہے، لوگ جو حق در جو حق ماحول میں شامل ہوتے ہیں اور کچھ ہی عرصے میں وہاں سنتوں کی بہاریں عام ہو جاتی ہیں اور پھر اس ملک سے ہر یہ مبلغین تیار ہو کر دیگر اطراف کے ممالک میں اسی پیغام کو عام کرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد اگر مبلغ کی بیان پر گرفت کمزور ہو تو اس کا لوگوں کی سوچ کو اپنی سوچ کے تابع کرنا بے حد مشکل ہو جاتا ہے، نیچتا کیش رہما یہ خرچ کرنے کے باوجود بھی مطلوب مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔

پھر اے اسلامی بھائیوں اور محترم اسلامی بہنو! مذکورہ بالا کمزار شاہ کی روشنی میں ہر مبلغ و مبلغہ کو چاہئے کہ اپنی ذات میں موجود بیان کرنے کی صلاحیت میں اضافے کیلئے دن رات کوشش کرے۔ جواب بھی تک اس نعمت سے محروم ہیں وہ جہت کر کے ابتداء کریں اور جو پہلے سے اس شرف سے حصہ حاصل کر چکے ہیں وہ اس پر استقامت اور اس میں برکت و ترقی کے بارے میں عملی اقدامات کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھیں۔

بہت سے اسلامی بھائی ایسے ہیں کہ جنہوں نے ابھی تک اس سعادت کو حاصل نہیں کیا اور وہ اس کام کو اپنے لئے بہت مشکل تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ بار بار اصرار کے باوجود ان کی طرف سے انکار ہی سننے کو ملتا ہے۔ کبھی تو صاف انکار کر دیتے ہیں اور کبھی اس قسم کے حلے بھانے کے جاتے ہیں کہ میں اس قابل کہاں کہ بیان کر سکوں.....؟ یا میں تو بہت زیادہ گناہ گار ہوں..... یا بیان تو وہ کرے کہ جس کے پاس بہت زیادہ معلومات ہوں، پہلے میں کچھ معلومات اکٹھی کروں اس کے بعد ہمت کروں گا..... یا مجھے تو بیان کرنا آتا ہی نہیں ہے، اگر کبھی کھڑا بھی ہو جاؤں تو ناگزیر کا پہنچنے لگتی ہیں..... وغیرہ وغیرہ۔

یوں نبھی بسا اوقات بیان پر قدرت رکھنے والے اسلامی بھائی بھی اس نعمت کی ادائیگی سے کترانا شروع کر دیتے ہیں، جب ان سے بیان کرنے کیلئے عرض کی جائے تو کبھی تو مصروفیت کا بہانہ بنایا جاتا ہے، تو کبھی طبیعت کی خرابی کا اور کبھی بالکل صاف انکار کر دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کے حصول سے اپنی جان چھڑانے یا بچانے کیلئے مذکورہ جوابات کیوں اختیار کئے جاتے ہیں؟  
اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں:-

۱..... انہیں لوگوں کے سامنے کھڑے ہونے سے خوف محسوس ہوتا ہے اور یہی خوف اس قسم کے حلے بھانے اختیار کرنے کی راہ دکھاتا ہے۔

۲..... بیان کرنے کا صحیح طریقہ نہیں آتا یعنی کس طرح معاون جمع کیا جائے؟ اسے مرتب کس طرح کیا جائے؟ بیان شروع کیسے کیا جائے؟ اختتام کس طرح ہونا چاہئے؟ وغیرہ غیرہ..... پھر کوئی ایسا اسلامی بھائی بھی نہیں ملتا کہ جو اپنا قیمتی وقت دے کر انفرادی توجہ کے ساتھ ان کی اس مشکل کو خوشنده کے ساتھ حل کرنے کیلئے تیار ہو جائے۔

۳..... سستی کی بناء پر بیان تیار کرنے کیلئے مطالعہ کرنا اگر اس گزرتا ہے۔ اور جب مطالعہ ہی نہیں ہوتا تو بیان کس طرح کیا جائے؟ وجہ کچھ بھی نہیں بس بیان کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔

۴..... مطالعہ کیلئے کتابیں موجود نہیں، نہ ہی اتنے پیسے ہیں کہ کتابیں خرید سکیں۔

۵..... زبان میں لکنت وغیرہ ہے، چنانچہ جب لوگ آوازن کر رہتے ہیں تو دل آزاری ہوتی ہے یا کوئی دیگر جسمانی عیب ہے جس کے باعث لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔

۶..... پڑھنا لکھنا نہیں آتا۔

۸..... سختے والے بہت کم ہوتے ہیں جس کے باعث بیان کرنے میں مزہ نہیں آتا۔

۹..... کوئی دوسرا مبلغ ان سے اچھا بیان کرتا ہے، جس کے باعث اسے خوب عزت ملتی ہے اور لوگوں کی زبانوں پر اسی کی تعریف زیادہ چاری رہتی ہے، جب کہ اس کے مقابلے میں ان حضرت کو کوئی پوچھتا ہی نہیں، جس کی وجہ سے ان کا نفس اپنی بڑی بے عزتی محسوس کرتا ہے، چنانچہ اس بے عزتی سے نچلنے کا ایک حل یہی نظر آتا ہے کہ بیان کرنا ہی ترک کر دیا جائے کہ نہ میں بیان کروں گا اور نہ فلاں اور نہ اموازنہ کیا جائے گا۔

۱۰..... بسا اوقات بیان کرنے میں کوئی غلطی ہو جاتی ہے جس کے باعث نگران یا دیگر اسلامی بھائی سختی سے گرفت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور یہی سختی شدید دل آزاری کا سبب بن جاتی ہے اور یہی دل آزاری آئندہ کیلئے بیانات سے بیزار کر دیتی ہے۔

۱۱..... بعض اوقات کسی بڑی محفل میں بیان کی خواہش ہوتی ہے لیکن نگران ان کے بجائے کسی دوسرے پرانے یا نئے مبلغ کو موقع دے دیتا ہے، اس خلافِ مرضی بیانات کی تقسیم پر نفس میں شدید غصہ پیدا ہوتا ہے اور یہی غصہ بیانات سے دور لے جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

۱۲..... بہت جلد گلا بیٹھ جاتا ہے، چنانچہ لمبا بیان کرنا ممکن نہیں۔

مطالعہ فرمائے والے اسلامی بھائیو! ماقبل میں بیان کردہ بیان کے بہترین فضائل اور ان بیان سے دور رہنے یا بھاگنے کی وجوہات کا آپس میں مقابلہ و موازنہ کروا کر دیکھئے، یقیناً آپ کا دل بھی گواہی دے گا کہ معمولی وجوہات کا تدارک کرنے کے بجائے، بیان جیسی اعلیٰ نعمت سے محروم رہ جانا، ایک ایسا نقصان وہ سودا ہے کہ جس کے مرتكب کو نادان و بیوقوف کے نام سے موسوم کیا جانا بے جانہ ہو گا۔

کاش! ہمارے اسلامی بھائی درج ذیل مدنی نکات کو پڑھ کر، ثبت عملی کوشش اختیار کرنے کی برکت سے مذکورہ فائدوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا پانے میں بھی کامیاب ہو جائیں۔

## ذکر کردہ وجوہات اور ان کا حل

پہلی وجہ..... انہیں لوگوں کے سامنے کھڑے ہونے سے خوف محسوس ہوتا ہے اور یہی خوف اس قسم کے جیلے بھانے اختیار کرنے کی راہ دکھاتا ہے۔

حل..... اس معاملے میں ڈر و خوف دور کرنے کا بہترین اور کامل حل یہ ہے کہ اللہ عزوجل کا نام لے کر بیان کی ابتداء کر دی جائے۔ مبلغ کچھ عرصہ بعد خود ہی اپنے دل کو ہر قسم کی جھجک اور ڈر سے آزاد محسوس کرے گا۔ اس میں آسانی و سہولت کیلئے کسی مسجد میں درس شروع کرنا بھی بہت ضروری ہے، درس کی برکت سے نہ صرف ڈر و خوف میں کمی واقع ہوتی ہے بلکہ ذہن میں کثیر معلومات اکٹھی اور زبان مختلف الفاظ کی ادائیگی کی خادی ہو جاتی ہے۔

نیز اسے چاہئے کہ کسی گھنٹوں کے مل چلنے والے بچے پر غور کرے کہ پہلے پہل وہ بھی اپنے پیروں پر چلنے میں ڈر محسوس کرتا ہے، لیکن کچھ ہی عرصہ مسلسل کوشش کرنے کے باعث اس کا تمام خوف دور ہو جاتا ہے اور وہ بغیر کسی سہارے کے چلنے میں کسی قسم کی وقت و تکلیف محسوس نہیں کرتا۔ یہی معاملہ بیان کی ابتداء کیلئے ہمت کر لینے والے کے ساتھ ہوتا ہے۔

یونہی سردیوں میں مختنڈے پانی سے خوف محسوس ہوتا ہے اور اس کے تصور ہی سے سردی چڑھنے لگتی ہے، خصوصاً نمازِ نجمر میں، لیکن جب ایک مرتبہ ہمت کر کے اس میں ہاتھ ڈال دیا جائے تو پھر بقیہ وضو کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس کے برکس اگر کوئی ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہ کر پائے بلکہ دور بیٹھا سوچتا ہی رہے، تو یقیناً نہ تو اس طرح مختنڈک سے نجات حاصل ہوگی اور نہ ہی وہ وضو کی تکمیل میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اسی طرح بیان کی خواہش رکھنے کے باوجود ڈر میں بتلاء ہونے والے کو چاہئے کہ سوچنے میں وقت ضائع نہ کرے بلکہ ہمت کر کے آغاز کر دے، ان شاء اللہ عزوجل اللہ تعالیٰ اسے بے شمار برکتوں اور آسانیوں سے نوازے گا اور پھر ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ اس خوف کی کیفیت کو یاد کر کے اسے اپنے آپ پر پہنچی آئے گی بلکہ وہ درسے نئے بیان کرنے والوں میں ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہو گا۔

دوسرا وجہ..... بیان کرنے کا صحیح طریقہ نہیں آتا یعنی کس طرح مواد جمع کیا جائے؟ اسے مرتب کس طرح کیا جائے؟ بیان شروع کیسے کیا جائے؟ اختتام کس طرح ہونا چاہئے؟ وغیرہ وغیرہ پھر کوئی ایسا اسلامی بھائی بھی نہیں ملتا کہ جو اپنا قیمتی وقت دے کر انفرادی توجہ کے ساتھ ان کی اس مشکل کو خوشنده کے ساتھ حل کرنے کیلئے تیار ہو جائے۔

حل..... اس کے حل کیلئے موددانہ گزارش ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ جاری رکھئے، ان شاء اللہ عزوجل عنقریب اس کے بارے میں تفصیلی طور پر نکات بیان کئے جائیں گے۔

تیسرا وجہ... سستی کی بناء پر بیان تیار کرنے کیلئے مطالعہ کرنا گراں گزرتا ہے اور مطالعہ ہی نہیں ہوتا تو بیان کس طرح کیا جائے؟

حل.... اس سلسلے میں درج زیل چند باتیں ضرور پیدا رکھئے:-

(۱) مطالعہ کا گراں گزرنے والا صلی باطنی خرابی کا نتیجہ ہے۔ یقیناً جس فعل کے بد لے میں دین کی اعلیٰ خدمت، تنظیم کی ترقی، ذہنی پاکیزگی، نیکیوں میں اضافہ، گناہوں کا کفارہ، معاشرے کی اصلاح، درجات کی بلندی ، اللہ عزوجل اور اس کے محظوظ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشی اور شیطان کی گرفت میں کمزوری متوقع ہو، اس میں نفس کا سستی کرنا اور اطاعت سے صاف انکار کر دینا دل کی گندگی میں بدلاء ہونے کی علامت نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کا واحد حل یہی ہے کہ نفس پر سختی کی جائے، اس کے ساتھ بزرگی کے بغیر دنیا و آخرت میں فلاج و کامرانی کا حصول ایک خواب کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ نفس کو اطاعت کی طرف مائل کرنے اور اس کے ساتھ مقابلہ کرنے کا طریقہ جانے کیلئے احیاء العلوم، کیمیا نے سعادت، منہاج العابدین وغیرہ کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

(۲) بیان کے فائدوں کو پیش نظر رکھ کر غور کرنا چاہئے کہ اگر کوئی شخص تھوڑی سی محنت سے یہ فائدے حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہو تو کیا یہ اس کیلئے سعادت مندی کی علامت نہیں؟ کاش! اس بات پر غور کر کے خود کو ملامت کی جائے کہ دنیاوی چند لمحے کمانے یا تھوڑی سی لذت اور ذرا سے مزے کی خاطر بھی توبے شمار خلافِ مرضی نفس کا موس کو اختیار کیا جاتا ہے بلکہ استفامت کے ساتھ اختیار کیا جاتا ہے، تو اگر ان فانی اور غیر پائیدار چیزوں کیلئے سخت محنت کرنے پر نفس کو تیار کیا جاسکتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہمیشہ باقی و قائم رہنے والے انعامات کیلئے یہ ہمت نہیں کی جاسکتی؟

(۳) اپنے محسن کے احسانات کو فراموش کر دینے کو بے مردالتی کی علامات میں شمار کیا جاتا ہے۔ جس طرح ایک شخص اپنے لئے یہ پسند نہیں کرتا کہ اسے بے مردلت کہہ کر پکارا جائے اسی طرح اس کی خواہش ہونی چاہئے کہ بے مردتوں کی علامات میں سے کوئی علامت بھی میری ذات میں نہ پائی جائے۔ بیان میں، ذکر کردہ وجہ سے سستی کرنے والوں کو غور کرنا چاہئے کہ دعوتِ اسلامی کے ماحول کے ساتھ وابستگی سے انہیں کس قدر فائدے حاصل ہوئے، ہورہے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔

ان فائدوں پر اچھی طرح غور کرنے کے بعد اب اپنی حرکت کے بارے میں بھی بخوبی کے ساتھ تھوڑی دریکیلئے سوچنے کی سعادت ضرور حاصل کریں کہ جب مختلف فائدے حاصل کرنے کی ہماری آئے تو دعوتِ اسلامی بڑی پیاری لگنی لگے، لیکن جب اس محسن عظیم کے احسانات کا بدلہ دینے کیلئے کوشش درکار ہو تو اس کے تمام تر احسانات سے منہ موڑ کر نفس کو اپنا آقا مان لیا جائے؟ کیا یہ احسان فراموشی نہیں؟ دنیاوی طور پر اگر برے وقت میں ہماری تھوڑی سی بھی امداد کر دے تو ہم اس کا احسان مانتے ہوئے اس کے قدموں میں بچھ بچھ جاتے ہیں لیکن جب تنظیم ہم سے تھوڑی سی قربانی مانگے تو ہم نفس کو فوپیت دے دیں، کیا اس فعل کو درست قرار دیا جاسکتا ہے؟ اگر ایسے اسلامی بھائی کسی شخص کی برے وقت میں خوب امداد کریں، پھر اس سے کسی کام میں مدد طلب کریں اور وہ جواب میں صاف انکار کر دے یا حلیے بہانے اختیار کرے تو کیا انہیں اس پر فضہ نہ آئے گا؟..... کیا اس کا یہ فعل درست محسوس ہوگا؟..... اس قسم کے حضرات اسے کیا نام دینا پسند کریں گے؟..... کاش! اہمارے پیارے پیارے اسلامی بھائی! بغیر برما نے شخصیتے دل کی ساتھ ان باتوں پر غور و تفکر کی سعادت حاصل کر لیں۔

چوتھی وجہ... وجہ کچھ بھی نہیں بس بیان کرنے کو دل نہیں چاہتا۔

حل.... دل کے چاہنے پاٹہ چاہنے پر اخروی تیاری کی بنیاد رکھنا جہالت و بیوقوفی کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ آخرت کی تیاری نیک اعمال و افعال پر استقامت کا تقاضا کرتی ہے، جب کہ دل کسی ایک کیفیت پر قائم نہیں رہ سکتا، اسے قلب اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ ہر دم بدلتا رہتا ہے، پس جب یہ مسلم ہے کہ دل کی کیفیات ایک سی نہیں رہتیں، تو اسکی مرضی یا خلاف مرضی کو تیاری آخرت کی بنیاد پہنانا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ یہ آج نماز پڑھنے کیلئے تیار ہو گا تو کل صاف انکار کر دے گا، ابھی قرآن کی تلاوت کیلئے آمادہ اور تحوزی ہی دیر بعد کسی دوسری چیز کا طالب، کل نیکی کی دعوت پر استقامت کے سلسلے میں اطاعت کیلئے بالکل راضی اور آج دیکھئے تو اس میں بوریت محسوس کر رہا ہے غرض یہ کہ اس ناقابل اعتبار شے کو معیار بنانا کسی بھی طرح درست نہیں ہو سکتا۔

الہذا مناسب درست طریقہ یہ ہے کہ پہلے بخیدگی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھ کر اپنے دنیا میں آمد کے مقصد پر غور کیا جائے پھر موت کی سختیوں اور صورتِ موت (یعنی مجھے موت کس طرح آ جیں) کا تصور پاندھا جائے پھر قبر کی وحشت و غربت کو نظر وں کے سامنے لاایا جائے پھر میدانِ محشر اور اس کی ہولناکیوں سے ڈر و خوف محسوس کیا جائے اور آخر میں دنیا میں اپنے وقت کی قدر کرنے والوں کا حاصل ہونے والے انعامات پر اظہارِ خوشی و سرست کرنا اور اپنے بارے میں وقت کو ضائع کرنے کے باعثِ حرمت و پچھتاوے میں جتنا اہونا یاد کیا جائے۔ اس مرائب کے بعد اپنے آپ سے سوال کیا جائے کہ کیا دل کی مرضی پر اعمال کی بنیاد رکھ کر کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے؟ جب جواب لئی میں آئے تو پھر پختہ ذہنی کے ساتھ ایسے اعمال پر استقامت کا عہد کیا جائے کہ جن سے کم وقت میں آخرت کی بڑی تیاری ممکن ہو اور پھر دل کی فریادوں کی پرواہ کے بغیر عملی کوشش، فوراً سے پیشتر شروع کر دی جائے بالکل اس طرح جیسے دنیاوی فائدے حاصل کرنے کے سلسلے میں دل کی طرف یکسر دھیان نہیں دیا جاتا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کامیابی ضرور قدم بوسی کیلئے حاضر ہو گی۔

پانچویں وجہ... مطالعہ کیلئے کتابیں موجود نہیں، نہ ہی اتنے پیسے ہیں کہ کتابیں خرید سکیں۔

حل.... اگر بیان کی تیاری صرف کتابوں کی مرہون منت ہوتی تو یقیناً اس عذر کو بالکل درست تسلیم کیا جا سکتا تھا لیکن معاملہ اس طرح نہیں کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ ایک بھی کتاب موجود نہ ہو اور پھر بھی بہترین بیان تیار کر لیا جائے۔ اس دعوے پر دلیل، ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب ذکر کی جائے گی۔

چھٹی وجہ..... زبان میں لکھت وغیرہ ہے، چنانچہ جب لوگ آواز کر ہنستے تو دل آزاری ہوتی ہے یا کوئی دیگر جسمانی عیب ہے جس کے باعث لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔

حل..... ایسے حضرات کو غور کرنا چاہئے کہ جب یہ دنیاوی کام کرتے ہیں تو کیا اس وقت لوگ ان پر نہیں ہنستے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہاں دل آزاری کا خیال کیوں نہیں آتا؟ اس مقام پر دنیوی کام ترک کیوں نہیں کر دیا جاتا؟ اس مقام پر لوگوں کی طرح سے بھی مذاق یا طنز یہ بھلے برداشت کرنے کیلئے ہمت و طاقت کہاں سے آ جاتی ہے؟ وہاں گفتگو کرتے ہوئے شرم کیوں محسوس نہیں ہوتی؟ جس جذبے اور ہمت کے تحت وہاں قوت برداشت سے کام لیا جاتا ہے، اسی قوت برداشت کو بیان کرنے کے سلسلے میں استعمال کیوں نہیں کیا جاتا؟ معلوم ہوا کہ یہ سب نفس کے حیلے بہانے ہیں جن پر غور و تفکر کے بغیر انہیں درست حق تسلیم کر کے عبادت و تیک اعمال سے منہ موڑ لیا جاتا ہے۔

ایسے اسلامی بھائیوں کی حوصلہ افزائی کیلئے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ راقم المحرف اپنے بیان شروع کرنے کا سبب عظیم بیان کرے۔  
الحمد لله عزوجل راقم المحرف کو دعوتِ اسلامی کے اوائل میں ماخول سے وابستہ ہونے کا شرف حاصل ہو گیا تھا، ہدایا میں یہ بھی ایک اسلامی بھائی کی طرف سے بیان کا مشورہ دینے پر ماقبل تحریر کردہ حیلے بہانوں کا سہارا لینے کی کوشش کیا کرتا تھا (دل میں شوق بہت تھا لیکن چونکہ نیماحول تھا اور کوئی حوصلہ افزائی یا تربیت کرنے والا بھی نہیں ملتا تھا لہذا ایک خوف و جھجک غالب رہتی تھی)۔

کچھ عرصے بعد ہمارے علاقے ( محمود آباد - کراچی ) میں ایک قافلہ آیا، جمعہ کا دن تھا، مختلف مساجد میں بیان کیلئے جانا تھا، اس عہدِ ضعیف کو کہا گیا کہ آپ ایک مبلغ کیسا تھا چلے جائیں، یہ بیان کریں گے آپ سنئے اور دیگر نمازوں کو سنوانے کی کوشش کیجئے بعد نمازِ عصر اس مبلغ نے بیان شروع کیا، اس کی زبان میں لکھت تھی، الفاظ بہت ایک ایک کردا کر رہے تھے، حتیٰ کہ ایک لفظ کے بعد دوسرے لفظ کیلئے تھوڑی دیر انتظار کرنا پڑتا تھا۔ ان کے اس اندازِ بیان سے مجھے بہت عبرت حاصل ہوئی اور ضمیر نے ملامت کی کردیکھا! اللہ تعالیٰ نے اسے ایک نعمت میں عدل و انصاف سے کمی عطا فرمائی لیکن یہ پھر بھی ہمت کر کے دین کی خدمت کر رہا ہے اور اسے لوگوں کی بالکل پرواہ نہیں اور ایک تو ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صحیح درست زبان کے ہوتے ہوئے بھی کم ہمتی کا شکار ہے۔ بس ضمیر کی اس آواز سے دل پر ایک چوتھی لگی اور پختہ ارادہ کیا کہ اب اگر مجھے درس و بیان کیلئے کہا گیا تو انکار نہ کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ اس کے بعد جیسے ہی بیان کیلئے کہا گیا، فوراً بیان شروع کر دیا، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ پہلا بیان یہاں کیا ری کے فضائل کے پارے میں کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ بس وہ دن ہے اور آج کا دن، الحمد للہ! مسلسل بیانات کا سلسلہ جاری ہے اور ان شاء اللہ عزوجل جب تک جسم میں جان ہے، دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ ماخول کے ساتھ وابستہ رہتے ہوئے سنتوں کی تربیت کے سلسلے میں یہ کوشش جاری و ساری رہے گی۔

ملاحظ فرمائیے کہ ایک معدود اسلامی بھائی کی ہمت نے کتنا بڑا کام کر دکھایا، بس اسی طرح دیگر اسلامی بھائیوں کو بھی ہمت کرنی چاہئے۔

نیز خود سے بار بار یہ سوال کرنا چاہئے کہ اس سلسلے میں شرم کا شکار ہونا بہتر ہے یا عمل کی سعادت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے عجیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قرب کے حصول کی کوشش میں کامیاب ہونا؟

ساتویں وجہ ..... پڑھنا لکھنا نہیں آتا۔

حل ..... ایسے اسلامی بھائی بھی نفس کی چالوں کو سمجھنے کا ذہن بنا سکیں اور اس کے سامنے بچھے بننے سے پرہیز کریں کیونکہ بیان کرنے کیلئے پڑھا لکھا ہونا ضروری نہیں، ہاں علم دین ضروری ہے اور علم دین کا حصول صرف کتابوں کے مطالعے پر موقوف نہیں بلکہ جس طرح پڑھ کر علم حاصل ہوتا ہے، اسی طرح سن کر بھی اس کا حصول ممکن ہے بلکہ عام مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ پڑھی ہوئی بات بہت جلد ذہن سے نکل جاتی ہے، جب کے سنی ہوئی طویل عرصے تک یاد رہتی ہے۔ چنانچہ اس قسم کے اسلامی بھائیوں کو چاہئے کہ امیر الہست (مدخلہ الحالی) کے بیانات کی کیمیٹس بکثرت سنائیں۔ اس طرح کئی بیان یاد ہو جائیں گے، نیز جب کوئی قابل اعتماد مبلغ بیان کر رہا ہو تو اس کے بیان کو خوب غور سے سنیں اور جس بات کو یاد کرنا چاہیں، بیان ختم ہو جانے کے بعد کم از کم ایک مرتبہ اپنے آپ کو بلند آواز سے سنائیں، یونہی کیسٹ سن کر بھی کریں۔ ان شاء اللہ عزوجل کچھ ہی عرصے میں ذہن میں بے شمار دریں معلومات اسی طرح جمع ہو جائیں گی جس طرح دنیاوی معلومات کا ذخیرہ جمع کرنے میں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے اسلامی بھائی یقیناً نوکری یا کاروبار میں حساب و کتاب یا پمپے کا لین دین بھی تو یاد رکھتے ہی ہیں، تو پھر بیان یاد رکھنے میں مجبوری ہے؟ رقم المحرف ایسے کئی مبلغین کو ذاتی طور پر جانتا ہے کہ جو بالکل ان پڑھ یا معمولی پڑھے لکھے ہیں لیکن اسی طرح بیان سن کر ایک یا ڈریڑھ گھنٹے تک آسانی بیان کر لیتے ہیں اور ان کے بیان کو سن کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ ایک ان پڑھے اسلامی بھائی بیان کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہمت و جرأت کی توفیق عطا فرمائے۔ امین۔ بجاه انبیٰ الامین ملی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

آنکھوں وجہ ..... بیان کے بعد لوگوں یا مگر اسلامی بھائیوں کی طرف سے مرضی کے مطابق حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔

نویں وجہ ..... سخن والے بہت کم ہوتے ہیں جس کے باعث بیان کرنے میں مزہ نہیں آتا۔

دوسری وجہ ..... کوئی دوسرا مبلغ ان سے اچھا بیان کرتا ہے، جس کے باعث اسے خوب عزت ملتی ہے اور لوگوں کی زبانوں پر اسی کی تعریف زیادہ جاری رہتی ہے، جب کہ مقابلے میں حضرت کوئی پوچھتا ہی نہیں، جس کی وجہ سے ان کا نفس اپنی بڑی بے عزتی محسوس کرتا ہے، چنانچہ اس بے عزتی سے بچنے کا ایک حل بھی نظر آتا ہے کہ بیان کرنا ہی ترک کر دیا جائے کہ نہ بیان کروں گا اور نہ فلاں اور میرا موازنہ کیا جائے گا۔

گیارہوں میں وجہ..... بسا اوقات بیان کرنے میں کوئی غلطی ہو جاتی ہے جس کے باعث نگران یاد گمراہ اسلامی بھائی سختی سے گرفت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی سختی شدید دل آزاری کا سبب بن جاتی ہے اور یہی دل آزاری آئندہ کیلئے بیانات سے بیزاری کر دیتی ہے۔

بارہوں میں وجہ..... بعض اوقات خواہش ہوتی ہے لیکن مگر ان ان کے بجائے کسی دوسرے پرانے یا نئے مبلغ کو موقع دے دیتا ہے، اس خلافِ مرضی بیانات کی تقسیم نفس میں شدید غصہ پیدا ہوتا ہے اور یہی غصہ بیانات سے دور لے جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

آنھوں سے بارہوں میں وجہ تک کا حل..... ایسے اسلامی بھائیوں پر شدید افسوس ہے کہ جو دین کی ترقی کے بجائے اپنی ذاتی فائدوں کو زندگی کا مقصد بنانے میں بھگاہت محسوس نہیں کرتے۔ اس قسم کے نازک مزانج اسلامی بھائیوں کی خدمت میں موددانہ سوال ہے کہ آپ، اپنی حوصلہ افزائی، کثیر سنتے والوں عزت کے حصول، بے عزتی سے بچنے، دل آزاری سے محفوظ رہنے اور بڑی محاذی سے حاصل ہونے والی لذت کیلئے بیان کر رہے ہیں یا اللہ عزوجل کی رضا کیلئے؟ اگر اللہ عزوجل کی رضا کیلئے تو پھر ان وجوہات کی بناء پر بیان ترک کرنے کیا معنی؟ اور اگر رہت کائنات کی رضا مطلوب نہیں بلکہ نفس کی خواہشات کی تکمیل کیلئے یہ ساری مشقت برادری کی جارہی ہے تو پھر خوب غور و تفکر کے ساتھ درج ذیل حدیث پاک کا مطالعہ فرمائیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بروز قیامت لوگوں میں سے جس کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا، وہ شخص ہوگا کہ جسے راؤ خدا عزوجل میں شہید کیا گیا، پس اسے (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) حاضر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلانے گا، وہ ان کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے شکر کے طور پر کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کے شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا کیونکہ تو نے جہاد اس لئے کیا تھا کے تجھے بہادر کہا جائے، سو وہ کہہ دیا گیا۔ پھر اس کے بارے میں (جہنم میں ڈالے جانے کا) حکم دیا جائے گا، تو اسے منہ کے بل گھیٹا جائے گا۔ یہاں تک کے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

اور (پھر) وہ شخص حاضر کیا جائے گا، جس نے علم سیکھا اور سیکھایا اور قرآن پاک پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اسے (بھی) اپنی نعمتوں کی پہچان کروانے گا، وہ ان کا اقرار کریگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے ان کے شکریے میں کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں نے علم سیکھا اور سیکھایا اور تیری رضا کی خاطر قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا تو نے علم اسلئے حاصل کیا تاکہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اسلئے پڑھاتا کہ تجھے قاری کہا جائے سو وہ کہہ دیا گیا پھر اس کے بارے میں (بھی دوزخ میں ڈالے جانے کا) حکم دیا جائیگا پس اسے منہ کے بل گھیٹا جائے گا، یہاں تک کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

اور (پھر) وہ شخص (لایا جائے گا کہ) جس کو اللہ تعالیٰ نے وسعت بخشی اور اسے ہر قسم کا مال عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی اپنی نعمتیں یاد لائے گا، وہ ان کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے ان کے بد لے میں کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں نے کوئی ایسی راہ نہ چھوڑی کہ جس میں تجھے مال خرچ کرنا محبوب ہو، چنانچہ میں نے اس (راہ) میں تیری رضا کی خاطر مال خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے جھوٹ کہا، کیونکہ تو نے یہ سب اسلئے کیا تھا تاکہ تجھے تھی کہا جائے، سودہ کہہ لیا گیا پھر اس کے بارے میں (بھی جہنم کا) حکم دیا جائے گا۔ چنانچہ اسے مدد کے بل گھینٹا جائے گا یہاں تک کہ جہنم میں پھیک دیا جائے گا۔ (سلم)

یہ بھی اچھی طرح یاد رکھیں کہ اس حکم کی بے ہودہ اور لپھر و جوہات کی بنا پر بیان ترک کرنے کے باوجود ہو سکتا کہ کسی مزید چیلے بہانے کے ذریعے دوسروں پر یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہو جائیں کہ میں تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بیان ترک کر رہا ہوں۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ سامنے والوں کی زبانیں اعتراض کرنے سے رک جائیں اور خود دعویٰ کرنے والے کا دل بھی مطمئن ہو جائے لیکن کیا اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینا ممکن ہے؟ کیا انسیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالیشان معلوم نہیں کہ **اولیس اللہ با علم بما فی صدور العلمین** یعنی کیا اللہ خوب نہیں جانتا جو کچھ جہاں بھر کے دلوں میں ہے۔ (پ ۲۰۔ الحکومت: ۱۷۔ ترجمہ کنز الایمان) اور **یعلم خائنة الاعین وما تخفي الصدور** یعنی اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔ (پ ۲۲۔ المؤمن: ۱۹۔ ترجمہ کنز الایمان)

★ گیارہویں وجہ کے تحت بیان چھوڑنے والے مبلغین کے ساتھ ساتھ بیان چھڑوانے والے نادان دوستوں کو بھی اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔ بتقاضاۓ بشریت کس انسان سے خط اسرار زندگیں ہوتی؟ کیا ڈاٹ ڈپٹ کر، دل توڑ دینے والے، ہر خطے سے معصوم و محفوظ ہیں؟ اگر جواب نہیں میں ہے، تو پھر ان کی خدمت میں مواد بانہ عرض ہے کہ اگر غلطی واقع ہونے پر اسی انداز میں آپ کی گرفت کی جائے، تو کیا آپ اسے اپنے لئے پسند کریں گے؟ اگر جواب نہیں میں ہے تو پھر درج ذیل حدیث پاک کو ہمیشہ ذہن میں رکھئے۔

★ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سن، افضل ترین ایمان یہ ہے کہ تو لوگوں کیلئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور لوگوں کے لئے وہی ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

یہ حدیث پاک ہماری ذات کیلئے بھی راہ ہدایت کی حیثیت رکھتی ہے یا صرف دوسروں کو سنانے کیلئے ہے؟ اور اس حدیث پاک کی روشنی میں ایسے اسلامی بھائی سے معافی مانگنے میں قطعی شرم محسوس نہ فرمائیں، ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں تو حکومت کے نئے میں آپ کو کسی گرفت کا احساس نہ ہو اور آپ اسے ایک معمولی بات قرار دے کہ بھول جائیں لیکن میدانِ محشر میں یہی مبلغ تمام مخلوق کے سامنے آپ کے نامہ اعمال سے بے شمار نیکیوں نکال کر لے جائے اور آپ حضرت سے دیکھتے رہ جائیں۔

تیر ہو یہ وجہ ..... بہت جلد گلابی بیٹھ جاتا ہے، چنانچہ لمبا بیان کرنا ممکن نہیں۔

حل ..... اگر کسی اسلامی بھائی کو واقعی یہ عذر لاحق ہے تو اسے معدود تصور کیا جائے گا لیکن ان کیلئے ضروری ہے کہ گلے کی مضبوطی کیلئے عملی اقدامات کرنے کی کوشش کریں۔ اس کیلئے چند مشورے حاضر خدمت ہیں:-

۱..... اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا مانگیں کہ یار پت کریم! میں تیرے دین کی ترقی کیلئے اپنی صلاحیتیں استعمال کرنا چاہتا ہوں اگر تیری کرم نوازی شامل حال نہ رہی تو یقیناً اس مقصد میں کامیابی ممکن نہیں، تجھے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فصاحت و بلاغت کا واسطہ، میرے گلے کو درست فرمادے اور طویل وقت تک بغیر کسی رکاوٹ کے سلامت و روانی کے ساتھ بیان کرنے کی توفیق عطا فرم۔ آمین

۲..... کسی ماہر ڈاکٹر یا حکیم سے رجوع کریں اور اس سلطے میں پسیے خرچ کرنے میں کسی قسم کا بخل نہ کریں کیونکہ پیسہ تو دوبارہ بھی آجائے گا لیکن زندگی کے یہ قسمی دن دوبارہ لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ جتنے پسیے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل میں خرچ کر دیے جاتے ہیں اگر انہیں اس مقصد میں استعمال کیا جائے تو یقیناً باعثِ اجر دُلُوَاب بھی ہو گا اور آنکھ کیلئے سببِ راحت بھی۔

۳..... سکھی، چٹ پٹی، تلی ہوئی چیزوں، مٹھائی، پکوڑے، تیز شنڈا پانی، پان، چھالیہ اور چکنائی وغیرہ سے پرہیز کریں۔

۴..... رات کو سونے سے پہلے کم از کم ایک گلاس شیم گرم پانی میں تھوڑا سانگک ڈال کر غرغرا کرنے کی عادت ڈالیں۔

۵..... روزانہ درس ضرور کریں تاکہ گلاب الفاظ کی ادائیگی کا عادی بنار ہے۔

۶..... مذکورہ تمام تدابیر کو اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے گھر میں وقت نوٹ کر کے خود کو با آواز بلند نایا کیجئے، پہلے ۳ دن: صرف دس منٹ، اگلے ۳ دن: ۱۵ منٹ، اس کے بعد ۲۰ منٹ اور اسی طرح ہر تین دن بعد تھوڑا تھوڑا وقت بڑھاتے جائیے، ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ ہی عرصے میں اس کے فوائد ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گے۔

ہر صاحبِ مطالعہ اسلامی بھائی کو چاہئے کہ اگر وہ مذکورہ وجوہات میں سے کسی وجہ کے باعث بیان کی غفت سے محروم دور ہے، تو فوراً ہر قسم کے حلیے یہ بہانے سے اپنی جان چھڑا کر اپنی زبان سے لفظے والے پاکیزہ الفاظ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرے۔

# بیان تیار کرنے کا طریقہ

دوسری وجہ کے حل کے تحت عرض کیا گیا تھا کہ عنقریب بیان بنانے اور اس کی ادائیگی کے بارے میں معروضات عرض کی جائیں گی۔ لہذا حسپ ارادہ اولًا بیان تیار کرنے کے بارے میں چند مدنی نکات پیش خدمت ہیں۔

## مواد کی تیاری

بیان کیلئے مواد کی تیاری کے سلسلے میں کئی چیزیں مفید و معاون ثابت ہوتی ہیں۔ مثلاً دینی کتب، بیانات کی کیمیئن، مبلغین کے بیانات، اخبارات وغیرہ کا مطالعہ، اپنے اطراف میں ہونے والے واقعات کا مشاہدہ وغیرہ۔

## ان سے اکتساب علم کا طریقہ

### (۱) دینی کتب

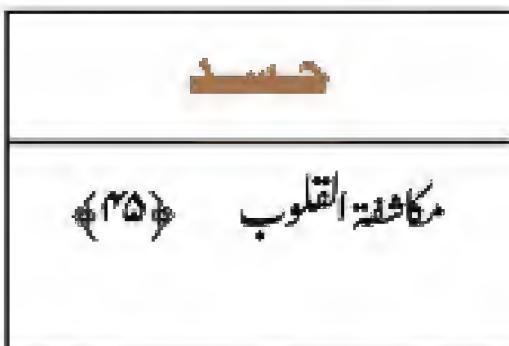
بیان کی تیاری کے سلسلے میں دینی کتب کا مطالعہ بے حد ضروری ہے، مطالعے کی برکت سے نہ صرف معلومات میں بے حد اضافہ ہوتا ہے بلکہ خود اعتمادی کے ساتھ ساتھ بیان کرنے میں بے حد آسانی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سلسلے میں مذکورہ کتب سے مدد طلب کرنا بے حد مفید رہے گا:-

- (۱) کیمیائے سعادت
- (۲) مشہاج العابدین
- (۳) مكافحة القلوب
- (۴) احیاء العلوم
- (۵) جامع کرامات الاولیاء
- (۶) مرآۃ شرح مشکوۃ
- (۷) افہم المعنیات شرح مشکوۃ
- (۸) رسالہ قشیری
- (۹) تذكرة الاولیاء
- (۱۰) شرح الصدور
- (۱۱) بزم الاولیاء
- (۱۲) تفسیر خزانۃ العرفان
- (۱۳) تفسیر نصی
- (۱۴) عجائب القرآن
- (۱۵) غرائب القرآن
- (۱۶) ترجمۃ قرآن کنز الایمان
- (۱۷) فیضان سنت
- (۱۸) امیرالمشت مدلل العالی کے رسائل
- (۱۹) تاریخ الخلفاء
- (۲۰) الخصالص الکبری
- (۲۱) مدارج النبوت
- (۲۲) موعظ حسنة
- (۲۳) سرور خاطر
- (۲۴) قاطع لذات
- (۲۵) جہنم کے خطرات

لیکن مطالعہ کا درست فائدہ اسی وقت حاصل ہو گا کہ جب درج ذیل گزارشات پر ہمت واستقامت سے عمل پیرا ہونے کی کوشش کی جائے:-

- (۱) مطالعہ کیلئے کسی ایسے وقت کا انتخاب کیجئے کہ جس میں دیگر مصروفیات اور کسی کی مداخلت کا اندریشہ نہ ہو۔ تاکہ بالکل یکسوئی کیسا تھوڑا مطالعہ ہو سکے۔ یاد رکھئے کہ جو مطالعہ یکسوئی کے ساتھ کیا جائے وہ طویل عرصہ تک ذہن میں محفوظ رہتا ہے۔
- (۲) مطالعہ روزانہ ہونا چاہئے اس میں ناگہہ ہر گز نہ ہواں کیلئے لمبا وقت ضروری نہیں چاہئے آدھا گھنٹہ ہی کریں لیکن روزانہ کریں۔
- (۳) لیٹ کر یا جھک کر مطالعہ نہ کریں، اس طرح ذہن پر بوجھ زیادہ پڑتا ہے، نیز نظر کے کمزور ہونے کا بھی اندریشہ ہے۔ پیشہ کر اور کتاب کو تھوڑا سا اٹھا کر پڑھیں۔

(۴) دورانِ مطالعہ ایک ڈائری اپنے پاس رکھئے۔ اب آپ جو بھی آئیں پاک یا حدیث مبارکہ یا واقعہ یا کسی بزرگ کا قول مبارک پڑھیں، اس پر غور کریں کہ اسے کسی عنوان کے تحت استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اب جو بھی عنوان سمجھ میں آئے اسے ڈائری کے ایک صفحے کے اوپر لکھ لیں اور نیچے اس کتاب کا نام اور صفحہ نمبر درج کر لیں۔ مثلاً آپ نے کیمیائے سعادت کا مطالعہ فرماتے ہوئے یہ حدیث پاک پڑھی کہ سر کا برمدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، حسد سے بچ کر رہا سلئے کہ حسد نیکوں کو اس طرح کھا جاتا ہے کہ جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ یقیناً یہ حدیث پاک حسد کے بارے میں ہے، چنانچہ اسے درج ذیل طریقے سے ڈائری پر نوٹ فرمائیں۔



پھر آگے مطالعہ شروع فرمائیں، اب مثلاً تکمیر کے متعلق کوئی حدیث پاک نظر آئی، اسے لکھنے سے پہلے ڈائری کے دو تین صفحے چھوڑ دیں تاکہ حسد کے متعلق مزید مواد حاصل ہوتے تو اسے ان صفحات میں لکھا جاسکے، اب اس صفحے پر بھی حسب سابق تکمیر کی ہیئت نگذالیں اور کتاب کا نام اور صفحہ نمبر نوٹ فرمائیں۔

اس طرح مطالعہ کرنے کے باعث آپ کے مطالعہ کی رفتار ابتداء میں کچھ سست رہے گی لیکن جب عنوان قائم کرنے میں ملکہ و مہارت پیدا ہو جائے گی تو ان شاء اللہ یہ شکایت بھی رفع ہو جائے گی۔ آپ درج بالاطریقے سے مطالعہ فرمائیں، ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ بھی عرصے میں آپ کے پاس بحوالہ مختلف عنوانات کے تحت بہترین و کثیر مواد جمع ہو جائے گا۔

یہ بات بھی ملحوظہ خاطر رہے کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک حدیث پاک یا واقعہ ایک سے زیادہ عنوان کے تحت استعمال ہو، اس صورت میں اس حدیث پاک کو سمجھ میں آنے والے ہر عنوان کے تحت درج فرمائیں۔

مواد جمع کرنے کا ایک طریقہ بھی ہے کہ آپ اسی طرح جو بھی حدیث پاک و واقعہ وغیرہ پڑھیں، اس کا عنوان قائم کر کے اس مواد کی فوٹو اسٹیٹ کرو اور عنوان کے تحت چھپاں کر لیں۔

## (۲) امیر اہلسنت بدھل العالی کے بیانات کی کیشیں

مستند و محتاط مواد کے حصول کیلئے آپ کے بیانات کی کیشیں بے حد اہم کردار ادا کرتی ہیں، انہیں بغور سنیں اور کسی ڈاٹری میں بیان کردہ مواد کے عنوان کے ساتھ اسے نوٹ کرتے جائیں۔

بعض اسلامی بھائیوں کی خواہش ہوتی ہے کہ حضرت صاحب (بدھل العالی) کے بیان کوں کر مسموع مواد بعینہ اسی طرح ادا کیا جائے یہ بہت اچھی خواہش ہے لیکن اس ارادے پر عمل پیرا ہونے سے پہلے اس بات پر ضرور غور کر لیں کہ آپ اور حضرت صاحب (بدھل العالی) کی شخصیت میں زمین و آسمان بلکہ اس سے بھی زیادہ فرق ہے، لہذا ہو سکتا ہے کہ ایک بات حضرت صاحب (بدھل العالی) کی زبان سے بہت اچھی محسوس ہو لیکن جب آپ اسے ادا کرنا چاہیں تو وہ اثر و انداز قائم نہ رکھ سکیں جو حضرت صاحب (بدھل العالی) کا خاصہ ہے بلا مبالغہ حضرت صاحب (بدھل العالی) ایک عام سی بات بھی بیان کرتے ہیں تو اس میں ایک ایسا اثر و مزہ پیدا فرمادیتے ہیں کہ جو ہم ایک خاص بات میں بھی نہایاں نہیں کر پاتے، پس اگر آپ اس بات کو بعینہ بیان کریں گے تو یعنی ممکن ہے کہ بیان پر گرفت مظبوط نہ رکھ سکیں، نتیجتاً سننے والے بیان سے مکمل طور پر فیضیاب ہونے سے محروم رہیں گے اور عوام کی طرف سے عدم توجیہ کا احساس آپ کی ذات میں احساسِ کمتری پیدا کرنے کا سبب بن جائے گا۔ چنانچہ پہلے خود میں اتنا ملکہ و صلاحیت بیدار فرمائیں کہ حضرت صاحب (بدھل العالی) کے بیان کو بعینہ ادا کر سکیں، اس کے بعد ضرور یہ سعادت حاصل کیجئے۔ اس سے پہلے پہلے بیانات میں سے مواد لے کر اسے اپنے اندازو طریقے کے ساتھ ادا کرتے رہیں۔

ضروری توجیہ..... بعض اسلامی بھائی پیشہ و مرمر رین کے دھوال دار بیان سننے کے بے حد شو قین ہوتے ہیں اور ان کی تقریروں میں مواد بھی اخذ کیا جاتا ہے۔ آپ ایسا ہر گز نہ کریں کیونکہ اس قسم کے مقررین اپنے بیان کو چھپ پڑانا نے کیلئے احادیث و ادعیات میں اپنی طرف سے بہت زیادہ اضافہ کر دیتے ہیں۔ نیز بعض اوقات تو جھوٹ اور من گھڑت و ادعیات و احادیث بیان کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا بلکہ آپ کو بہت حیرت ہو گی کہ بسا اوقات تو آیات مبارکہ بھی غلط سلط پڑھ کر اپنے پاس سے اٹی سیدھی تفسیر کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ (آمین)..... راقم الحروف کو ان کے استاد محترم نے بتایا کہ ایک شعلہ بیان مقرر نے دورانی تقریر غلط آیت پڑھی، جب میں نے بعد میں انہیں اس پر خبردار کیا تو کہنے لگے بارہ تقریروں میں ایسے ہی لکھی تھی۔ لہذا نہ تو ان کا بیان سنیں اور نہ ہی اس سے مواد اخذ کریں، اسی میں عافیت ہے۔

مرکزی مبلغین کے بیانات بھی مواد کے حصول کا بہترین ذریعہ ہیں۔ بیان سننے کے ساتھ ساتھ انی با توں کو نوٹ کرتے جاتا، عظیم سعادت مندی ہے۔

ضروری تجربہ..... لیکن اس میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ کسی بھی مبلغ پر کامل اعتماد کے بعد ہی اس کی بیان کردہ بات کو آگے بیان فرمائیں، ورنہ ہو سکتا ہے کہ فائدے کے بجائے آذان نقصان ہو جائے۔ کیونکہ یہ رقم المحرف کا پرانا تجربہ ہے کہ بعض مرکزی مبلغین بھی حصول مواد اور بیان کلام میں احتیاط سے کام نہیں لیتے اور غیر معیاری قسم کی باتیں بغیر خوف خدا کے بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ نئے مبلغین ان پر انہا اعتماد کرنے کے باعث بغیر تحقیق کئے بات کو آگے بیان کر دیتے ہیں اور اس طرح بسا اوقات ایک غلط بات آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اب اجتماع میں تو گرفت نہیں ہو پاتی، لیکن جب وہی بات باہر کسی مقام پر ذکر کی جائے تو مبلغین کو اس پر وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب دینا مشکل ہو جاتا ہے اور اس طرح اپنے ہی مبلغ کے ذریعے ماحول کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔

اسی قسم کی غلطی کی ایک مثال پیش خدمت ہے کہ ایک مرتبہ رقم المحرف نے ایک مبلغ کو یہ بیان کرتے سنا کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بھی اذان نہیں دی کیونکہ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذان دیتے تو جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حی علی الصلوٰۃ (یعنی نماز کی طرف) پر پہنچتے تو زمین و آسمان و پہاڑ و درخت و چرند و پرندہ کے سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز مبارک پر لبیک کہتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب بڑھتے اور اس طرح ہر طرف تباہی پہنچ جاتی۔ حسب توقع اس عظیم انہمار عقیدت پر عوام کی طرف سے زور دار طریقے سے سبحان اللہ اور غالباً نعرے کی آواز بھی سنائی دی۔ بعد بیان کسی نے ان مبلغ سے عرض کی، حضرت آپ نے یہ بات کہاں پڑھی؟ فرمائے لگئے کہ پڑھی تو نہیں بس ذہن میں آئی تو بیان کردی بعد میں انہیں بخواہ بتایا گیا کہ فتاویٰ رضویہ شریف (قدیم) جلد ۲، صفحہ ۲۸ پر امام الحست اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے ثابت کیا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دورانِ سفر بذات خود اذان ارشاد فرمائی۔

مرکزی مبلغین پر کامل اعتماد کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً آپ نے کسی مبلغ کا بیان نہ اور اس میں سے کوئی بات پسند آئی تو اسے فوراً نوٹ کر لیں اب اگر مبلغ نے اسے باحوالہ بیان کیا ہے تو اسے جا کر اسی کتاب میں تلاش کر کے دیکھیں، اگر یعنی عمل جائے تو صحیح، اور اگر کچھ زیادہ فرق کے ساتھ ہو تو ان سے اس کی وضاحت طلب کر کے اطمینان حاصل فرمائیں، اگر مطمئن کردیں تو صحیح ورنہ اس بات کو آگے بیان نہ کیجئے اور اگر حوالے کے بغیر بیان کی تھی تو مبلغ سے ملاقات کر کے حوالہ طلب فرمائیں اور پھر سابقہ عمل دہرا کیں۔

اگر چند اسی طرح تحقیق کرنے پر مبلغ کر بیان کردہ ہر بات درست و کامل و مستند ثابت ہو جائے، تو انہیں قابل اعتماد مانا جائے اور اگر جواب میں ٹال مٹول سے کام لیا جائے، نیز بیان کردہ بات کا کوئی حوالہ نہ ہو بلکہ سننے سناۓ قصوں کے ذریعے ہی لوگوں کو متاثر کرنے کا سلسلے جاری محسوس فرمائیں یا بیان کردہ باتیں غلط ثابت ہو جائیں یا قرآن و حدیث کی تشرییحات اپنے پاس سے بیان کرنے کی عادت محسوس ہو تو اب ان پر اعتماد نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

## (۴) اخبارات کا مطالعہ

اخبارات میں شائع ہونے والی خبریں بھی بیانات کی تیاری میں بے حد معاون ثابت ہوتی ہیں، چنانچہ اگر ممکن ہو تو روزانہ قلب و نظر کی حفاظت کے ساتھ اخبارات کا مطالعہ کیجئے اور جس خبر کو کسی بھی موضوع کے تحت اہم تصور فرمائیں اسے کاٹ کر دن و تاریخ کے ساتھ عنوان قائم کر کے کسی ڈائری میں چھپا کر لیں۔

## (۵) اپنے اطراف میں ہونے والے واقعات کا مشاهدہ

ہر مبلغ کو چاہئے کہ اپنے اطراف میں ہونے والے حالات و واقعات پر گہری نظر رکھے اور غور کرتا رہے کہ انہیں اپنے بیان میں کس جگہ اور کس طرح شامل کیا جاسکتا ہے، ان شاء اللہ عزوجل اس مشاہدے کی عادت ڈال لینے کی بنا پر بھی بہت مؤثر مواد حاصل کیا جاسکتا ہے۔

مواد جمع کرنا کئی لحاظ سے ضروری ہے۔

- (۱) اکثر اوقات انسان کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے فلاں بات کہاں پڑھی تھی، چنانچہ جب بوقت ضرورت مطلوبہ شے حاصل نہیں ہو پاتی تو بہت زیادہ کوفت کاشکار ہونا پڑتا ہے اور بیان میں کمزوری بھی واقع ہو جاتی ہے۔
- (۲) بسا اوقات کسی مقام پر اچاک بیان کرنا پڑ جاتا ہے اگر پہلے سے مواد تیار ہو تو شرمندگی والوں سے فتح کر سختیں سکھانے کی سعادت حاصل کی جاسکتی ہے۔
- (۳) قافلوں پر جاتے ہوئے تمام کتابوں کا ساتھ لے جانے یقیناً ناممکن ہے اگر ڈائریوں میں مواد تیار کیا ہوا موجود ہو تو انہیں بآسانی ساتھ لے جایا جاسکتا ہے۔
- (۴) بعض اوقات کسی دوسرے اسلامی بھائی کو کسی موضوع سے متعلق مواد کی ضرورت پیش آ جاتی ہے اگر آپ کے پاس مواد تیار ہو گا تو ایسے موقع پر اپنے اسلامی بھائی کی حاجت پوری کرنے کا ثواب حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی جاسکتی ہے۔

### تحدیث نعمت

الحمد لله عزوجل! رقم المعرف کو ابتداء ہی سے مطالعہ کا بے حد شوق رہا ہے بسا اوقات تو چھ چھ گھنٹے مطالعہ کے ساتھ ساتھ لکھتے رہنے کی سعادت بھی حاصل ہوتی رہی ہے۔ شروع ہی سے یہ عادت بنائی تھی کہ جو پڑھتا، اس سے آیات و احادیث و ادعیات و اقوال بزرگانِ دین کو فوراً عنوان قائم کر کے ڈائری پر لکھ لیا کرتا تھا، اس طرح طویل مسلسل محنت کے بعد تقریباً گیارہ ڈائریوں کے ہزاروں صفحات پر، مختلف عنوانات کے تحت بے شمار مواد جمع کرنے کی سعادت حاصل ہو گئی۔ اب جب بھی قافلوں پر جانے کا شرف حاصل ہوتا ہے، تو یہ ڈائریاں ہی ساتھ ہوتی ہیں، اور ان کی برکت سے بے شمار موضوعات کے تحت بیان کرنے میں کسی قسم کی وقت محسوس نہیں ہوتی۔ نیز کئی اسلامی بھائی انہیں فوٹو اسٹیٹ کردا کہ بیانات میں آسانی حاصل کر چکے ہیں۔

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے یہ بھی اللہ عزوجل کی کرم نوازی رہی ہے کہ مطالعہ کرنے میں نہ تو بھی اکتا ہے وہ بوریت محسوس ہوئی اور نہ اس میں کمی و ناگہہ ہوا، بلکہ روز بروز اضافہ ہی دیکھنے میں آیا ہے اور اس کی اتنی برکات مشاہدے میں آئی ہیں کہ اگر ان کو تحریری شکل میں پیش کیا جائے تو بلا مبالغاً یک ضخیم کتاب تیار کی جاسکتی ہے۔

# مواد کو ترتیب دینا

مواد تیار کرنے کے بعد، بیان کرنے سے پہلے اسے ترتیب دینا، بہت اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اکثر اوقات غیر مرتب بیان، اچھا مواد ہونے کے باوجود وہ اثر قائم نہیں کر پاتا کہ جسے عوام انس کی سوچ تبدیل کرنے کیلئے ضروری تصور کیا جاتا ہے۔

ہاں یہ دعویٰ کرنا درست نہ ہوگا کہ بے ترتیب بیان بالکل ہی بے اثر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قلوب کی کیفیات تبدیل فرمانے میں کسی ذریعے کا حاج نہیں، لیکن بہر حال کوشش اور حکمت اختیار کرنے کا حکم تو دیا ہی گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا.....

## ادع الى سبیل ربك بالحكمة و الموعظة الحسنة (پ: ۱۲۵۔ انخل: ۱۲۵)

ترجمہ کنز الایمان: یعنی اپنے رب کی راہ کی طرف پلاو پکی مددیر اور اچھی نصیحت سے۔

چنانچہ بیان کو ترتیب کے ساتھ ادا کر کے اس کی برکات و افادیت میں اضافے کو بخوبی محسوس کیا جاسکتا ہے۔

## ترتیب دینے کا طریقہ

اس کیلئے بالترتیب درج ذیل امور کا خیال رکھا جائے:-

(۱) پہلے جمع شدہ مواد کو پورا پڑھیں۔

(۲) اب غور کریں کہ اس میں سے کون سی بات کو سب سے پہلے بیان کرنا ضروری ہے، پھر کون سی، اسکے بعد کون سی اور آخر میں کون سی۔ یا یوں غور کریجئے کہ سننے والے اس میں سے کس چیز کو پہلے جانتا چاہیں گے، اس کے بعد کس کو..... علی ہذا القیاس

مثلاً آپ حسد کا بیان کرنا چاہتے ہیں اور آپ کے پاس اس کا علاج، تباہ کاریاں، علامات، تعریف اور اس سلسلے میں بزرگان دین کے واقعات موجود ہیں تو یقیناً سب سے پہلے اس کی تعریف بیان کرنی چاہئے کیونکہ عوام تو عوام بعض خواص بھی اس کی شرعی تعریف سے ناواقف ہوں گے۔ اب اگر آپ نے تعریف کے بغیر، ابتداءً حسد کی تباہ کاریاں بیان کرنا شروع کر دیں، تو نہ تو سننے والے صحیح معنی میں خوف محسوس کریں گے اور نہ ہی اپنا محاسبہ کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر آپ پہلے تعریف بیان کر دیں تو اول ہی سے سب کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ عیب میری ذات میں بھی موجود ہے یا نہیں۔ اب اس کے بعد جب آپ اس کی تباہ کاریاں بیان فرمائیں گے، تو جتنا گناہ حضرات بہت اچھی طرح اپنا محاسبہ کر سکیں گے، نیز اس کی آفات کے بیان سے ان کے قلوب میں شدید خوف بھی پیدا ہو گا۔

تعریف کے بعد اس گناہ سے توبہ کی طرف مائل کرنا یا محفوظ رہنے کیلئے عملی اقدام کی سوچ فراہم کرنا بھی ضروری ہے، یقیناً اس کیلئے حسد کی آفات کو بالتفصیل بیان کیا جانا چاہئے، چنانچہ اب اس کی تباہ کاریاں بیان کر جئے۔

پھر ویسے تو تعریف کے ذریعے ہی حسد کی موجودگی پر آسانی مطلع ہوا جاسکتا ہے لیکن یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ نفس اپنی غلطی و عیب کبھی بھی تسلیم نہیں کرتا، چنانچہ اب اس کی علامات بیان کی جانی چاہئیں تاکہ نفس کیلئے راہ فرار کے تمام راستے بند ہو جائیں۔

تعریف و علامات و باعثہ ہلاکت ہونے کو بیان کرنے کے بعد بلاریب علاج بیان کرنے کی ضرورت ہے اور علاج اختیار کرنے کی ترغیب کیلئے بزرگان دین کے اعمال و اقوال معاون ثابت ہوتے ہیں، لہذا آخر میں علاج و اسلامی کرام رضی اللہ عنہم کی حیات طیبہ کے ایمان افروز واقعات بیان کئے جائیں۔

اسی طرح خور کرنے پر حسد کے بیان کی درج ذیل ترتیب سامنے آئی:-

(۱) حسد کی تعریف (۲) اس کی تباہ کاریاں (۳) علامات (۴) علاج۔

پس اسی طرح ہر بیان کو مرتب کر کے بیان کرنے کی عادت ڈالئے، فائدہ آپ خود دیکھیں گے۔

مدینی مشورہ..... اگر ممکن ہو سکے تو ہر عنوان کے تحت جمع شدہ مواد کو اسی طرح بالترتیب کی الگ ڈائری میں لکھتے جائیں، یوں آپ کے پاس مختلف موضوعات پر کئی بیان بالکل تیار حالت میں موجود ہوں گے۔

## بیان سے پہلے چند قابل غور امور

(۱) حتی الامکان ایک موضوع پر بیان فرمائیں تاکہ اس کے مختلف پہلوؤں کو اچھی طرح واضح کیا جاسکے، جو بیان ہر پہلو کی وضاحت کے ساتھ بیان کیا جائے، اس کی افادیت دوسرے بیانات کی پہبخت کی گناہ بڑھ جاتی ہے۔ بصورت دیگر اگر کئی موضوعات پر ایک ساتھ بیان کرنا چاہا تو چونکہ کسی بھی موضوع کی مکمل طور پر وضاحت ممکن نہیں، چنانچہ سننے والوں کو بیان میں تنگی محسوس ہوگی۔ مثلاً اگر غیبت کا موضوع چن کر اس کی تعریف، تباہ کاریاں، اسباب، علاج، جواز کی صورتیں اور اس پارے میں بزرگان دین کے عمل کی وضاحت کی جائے، تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ ایک ساتھ غیبت، چغلی، موت، مال کی نہاد، فکر آختر، اور عذابات قبر پر بیان کیا جائے۔

(۲) ترتیب دینے کے بعد نئے مبلغین کو تو خاص طور پر چاہئے کہ پورے مواد کو کم از کم تین مرتبہ اتنی بلند آواز سے پڑھیں کہ ان کے اپنے کان اسے آسانی سن سکیں۔ اس کے دو فائدے ہوں گے۔ پہلا فائدہ..... بیان کافی حد تک یاد ہو جائے گا۔ اب چاہے آپ دیکھ کر بیان کریں یا بغیر دیکھے، دونوں صورتوں میں آسانی حاصل ہوگی۔

دوسرافائدہ..... اس طرح پڑھنے کے باعث زبان، الفاظ مواد کی ادائیگی کیلئے روانہ ہو جائے گی کیونکہ جب آپ اسے پہلے ہی تین مرتبہ پڑھ پچکے ہیں، تو یقیناً پچھی مرتبہ زبان کیلئے اسے بغیر انگلے بیان کرنے بے حد آسان محسوس ہو گا۔ بصورت دیگر اگر پہلے صرف نظر وہی نظر وہ سے پڑھا تھا، تو اب بیان کے دوران ہو سکتا ہے کہ زبان میں وہ روانی مفقود ہو کہ جو ایک پراثر بیان کیلئے لازم و ضروری ہے۔

ہدایت..... اگر آپ نے ایک گھنٹہ بیان کرنا ہے تو احتیاطاً مواد سوایا ڈیڑھ گھنٹے کا تیار کرنا چاہئے تاکہ بھیں وقت پر کمی کے باعث اوٹ پٹا گک باتوں کا سہارا نہ لینا پڑے۔

(۳) بیان کو یاد کرنے کیلئے اسے چھوٹے چھوٹے پاؤنسٹس میں تقسیم کر لیں۔ مثلاً حد کو لے لجئے کہ اس کے بڑے بڑے چار پاؤنسٹس بنے۔ اب ان چاروں کے تحت آنے والے مواد کو یاد رکھنے کیلئے طریقہ یہ رکھیں کہ ان کے تحت آنے والی احادیث و واقعات وغیرہ میں سے کوئی ایک یاد والفاظ ایسے منتخب فرمائیں کہ جیسے ہی وہ ذہن میں آئیں، پوری حدیث یا واقعہ نگاہوں کے سامنے آجائے۔ مثلاً سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، حسد ایمان کو اس طرح بگاڑ دیتا ہے کہ جیسے ایلو اشہد کو بگاڑ دیتا ہے اس حدیث کو یاد رکھنے کیلئے یہ دو لفظ یاد کر لیں ایلو، شہد۔ اسی طرح تمام مواد کو چاروں بڑے نکات کے تحت درج کر لیں اور پھر اسے خوب اچھی طرح یاد کر لیں، ان شانہ اللہ تعالیٰ اگر کبھی بغیر ڈائری دیکھے بھی بیان کرنا پڑ گیا تو بھی ترتیب میں فرق نہیں آنے پائے گا۔

(۴) خور کریں کہ مواد میں کوئی ایسا مشکل لفظ تو موجود نہیں کے جیسے بعضی بیان کردیا جائے تو عموم کی سمجھتے بالآخر ہے گا۔ اگر ایسا ہو تو اس کے مقابل کوئی آسان لفظ تلاش کر کے شامل مواد فرمائیں۔

(۵) ایسے الفاظ کہ جن کے درست تلفظ میں مشک ہو یا معلوم ہی نہ ہو تو اس کا صحیح تلفظ دیکھ لیں۔

بیان صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہی کرنا چاہئے کیونکہ جلوق کو متاثر کرنے کی خاطر بیان کی نجاست کی بنا پر انسان نہ صرف گنہگار ہوتا ہے بلکہ اس کے باعث بیان کی تاثیر بھی بے حد متاثر ہوتی ہے۔  
بیان میں اخلاق کے بارے میں تم موقع پر غور کرنا ضروری ہے۔

(۱) شروع میں.....ابتداء میں اپنے آپ سے سوال کرے کہ تو بیان کس نیت کے ساتھ کر رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور خدمتِ دین کی نیت سے، یا اس لئے کہ تیری عزت میں اضافہ ہو، لوگ تجھ سے متاثر ہو جائیں، تیری تعریفیں کی جائیں بعد بیان تجھے تعجب خیز نظروں سے دیکھا جائے وغیرہ وغیرہ۔ پہلی مرتبہ مرکزی یا کسی بڑی محفل میں بیان کرنے والے مبلغین اس کا خاص خیال رکھیں۔

(۲) درمیان میں.....بعض اوقات شروع میں اخلاق پیش نظر ہوتا ہے، لیکن درمیان میں مذکورہ فاسد نیتیں ہو جاتی ہیں، لہذا درمیان میں بھی اس کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۳) بعد بیان.....بیان کے بعد بھی یہ خواہش ہرگز پیدا نہ ہو کہ اب میرے بیان کی تعریف کی جائے، لوگ میرے ہاتھ چوٹیں، اپنے علاقے میں میرا بیان کروانے کیلئے ملتیں کریں، مجھ سے میرا نام و پتا معلوم کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔

## (۷) جسم و لباس

بیان سے قبل جسم و لباس کے بارے میں ان چیزوں کا خیال رکھئے:-

(۱) اپنے پاؤں دیکھ لجئے کہ ان پر میل تو نہیں جما ہوا؟ ناخن بڑھے ہوئے تو نہیں؟ کیونکہ جب آپ بیان کیلئے کھڑے ہوں گے تو قریب پہنچے ہوئے لوگوں کی نگاہ آپ کے پیروں پر بھی پڑے گی اگر ان پر میل کی تھیں جھی ہوں گی، ناخن بڑے ہوئے ہوں گے تو ان پر آپ کی شخصیت کا براثر قائم ہو گا جس کا منفی اثر آپ کے بیان پر بھی پڑے گا۔ نیز جب آپ بیان کیلئے کھڑے ہوں تو خیال رکھئے کہ دونوں پیروں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہو، ورنہ دیکھنے والوں کے ذہن میں کسی اور کا تصور آئے گا۔

(۲) یونہی بیان کے بعد عموماً مصافحہ کے بعد دستِ بوی کی سعادت بھی حاصل کر لیتے ہیں اگر آپ کے ہاتھ میلے کھلے اور ان کے ناخن بڑے ہوئے اور میل خورده ہوئے تو چونے والے کے دل میں آپ کے متعلق کراہیت پیدا ہو سکتی ہے اور اس کے باعث بھی بیان کا اثر زائل یا کم ہو سکتا ہے۔ لہذا ہاتھ بھی صاف سترے ہونے چاہیں۔

(۳) اسی طرح لباس صاف سترہ ہونا چاہئے تاکہ کسی کو کراہیت محسوس نہ ہو۔

(۴) عمامہ بھی صاف سخرا اور اچھے انداز سے باندھیں نیز داڑھی شریف اور زلفوں میں کنگھا فرما لیں تاکہ دیکھنے والوں کے دل میں نفرت و کراہت کے بجائے سنت کی محبت و رغبت پیدا ہو۔

(۵) مگر بیان کا اور پکا بنن بند کرنے میں اگر تکلیف محسوس نہ ہو تو بند کر لیں نیز چیک کر لیں کہ گریبان بد معاشوں کی طرح زیادہ کھلا ہوا تو نہیں۔

(۶) پاسکنپے دیسے تو ہمیشہ ہی ٹھنڈوں سے اوپر ہونے چاہئیں، لیکن بیان کرتے وقت تو خصوصی طور پر اس کا خیال رکھیں، درست نہ صرف اعتراض کا نشانہ بننا پڑے گا بلکہ کسی کے بد نظر ہو کر بیان کی برکات سے محروم ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ یونہی قبیض کا دامن دیکھ لیں کہ کہیں شلوار و پاجامے کے نیچے میں تو نہیں پھنسا ہوا؟

## بیان کرنے کا طریقہ

بیان کرنے کے سلسلے میں درج ذیل امور کا خیال رکھا جانا بے حد ضروری ہے:-

(۱) جس ڈائری میں مرتب شدہ بیان موجود ہو، دوران بیان اسے اپنے ہاتھ میں رکھئے تاکہ اگر کسی مقام پر بیان بھول جائے تو فوراً کھوں کر دیکھا جاسکے۔ نیز اس سے مبلغ کو سہارا بھی حاصل ہوتا ہے خالی ہاتھ کھڑے ہونے سے خود اعتمادی میں کمی آتی ہے۔ اگر اس کا تجربہ کرنا چاہیں تو کبھی بغیر ڈائری کے بیان کر کے دیکھئے۔ (بشرطیکا آپ کھڑے ہو کر بیان فرمائے ہوں) دیسے حتی الاماکن ڈائری دیکھ کر ہی بیان کیجئے، یہ حضرت صاحب (مدخلہ العالی) کی تلقین بھی ہے اور انглаط سے محفوظ رہنے کا بہترین ذریعہ بھی۔

(۲) ابتداء میں لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بیان کیجئے، اس خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے۔ نفس نگاہیں چرانے کا مشورہ دے گا، اس کا مشورہ ہرگز نہ مانیں۔ ہاں خود اعتمادی پیدا ہو جانے کے بعد جس طرح چاہیں بیان فرمائیں۔

(۳) دوران بیان اپنے دامیں اور بامیں بیٹھے ہوئے سامعین پر یکساں توجہ کیجئے۔ فطری طور پر مبلغ کی توجہ دامیں بامیں میں سے کسی ایک جانب زیادہ ہوتی ہے۔ اب اگر مبلغ کسی ایک جانب ہی توجہ مرکوز رکھے تو دوسری جانب والوں کو بیان میں وہ لطف حاصل نہ ہو گا کہ جو مبلغ کو دیکھ کر بیان سننے میں آتا ہے، اس کی تصدیق کرنا چاہیں تو کبھی کسی ستون کے چیچے بیٹھ کر بیان سنیں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ نہ صرف توجہ بیان سے ہنڑا شروع ہو جائے گی بلکہ طبیعت میں بے چینی و بے قراری بھی محسوس ہوگی، نیز جب مبلغ ایک جانب سے غافل ہو جائے تو اس جانب والوں پر نیند غلبہ کرنا شروع کر دیتی ہے، اس کے بر عکس جب جانب اس کی توجہ ہوتی ہے، وہ لوگ پوری توجہ سے اس کی جانب دیکھتے رہتے ہیں کیونکہ جب کوئی دیکھ رہا ہو تو اس کے سامنے سوتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔

(۴) جب مبلغ پہلے پہل بیان شروع کرتا ہے، خصوصاً جب کسی بڑی شخصیت کے سامنے یا کسی بڑے اجتماع میں بیان کا موقع ملے، تو عموماً انجانے خوف کے باعث گلا خشک ہو جاتا ہے، خوف کیسا تھا ساتھ، گلے کا خشک ہونا مزید ٹینشن میں جتنا کروادیتا ہے، تینجا بیان صحیح طرح نہیں ہو پاتا۔

اس کا حل یہ ہے کہ ایسے موقع پر بیان سے کچھ دیر پہلے اپنے ذہن کو کسی اور جانب مشغول کرنے کی کوشش کریں۔ جب عوام و خوف کی طرف سے توجہ ہے گی، تو ذہن کو سکون حاصل ہو گا اور اس سکون کے ساتھ بیان کرنے میں بے حد آسانی میر آئے گی۔ ذہن کو دوسرا جانب مائل کرنے کیلئے یوں کریں کہ آنکھیں بند کر لیں، اب پارہ مرتبہ درود پاک پڑھیں، پھر اس طرح تصور جائیں کہ ایک لمبیں کو درمیان میں سے کانا گیا پھر اس کے ایک ٹکڑے کے گودے کو کسی تیلی سے زم کیا گیا..... پھر اس پر تھوڑا سا نمک چھپر کا گیا..... پر اسے ہاتھ میں انٹھا کر بلند کیا گیا..... اب نیچے منہ کھول کر اس ٹکڑے کو آہستہ آہستہ دبایا جا رہا ہے..... اب اس کے کنارے پر ایک کھٹا کھٹا قطرہ نمودار ہوا اور پھر ایک دم وہ آپ کے منہ میں آ کر گر گیا، جس سے پورا منہ کھٹا ہو گیا۔ امید ہے کہ پڑھتے پڑھتے ہی آپ کے منہ میں پانی بھرا آیا ہو گا، پس اسی طرح بیان شروع کرتے وقت اس کا تصور جمانے سے منہ تر ہو جاتا ہے اور توجہ جتنے کی وجہ سے بہت حد تک ٹینشن دور ہو چکا ہوتا ہے۔

نیز ایک پانی کی ذاتی بوتل ہمیشہ اپنے پاس رکھنے کی عادت ڈالئے، بیان سے پہلے تھوڑا سا پانی پی لیں، پھر بیان شروع فرمائیں۔ مددیں..... اگر بیان سے قبل یا آمیٹ پاک کم از کم تین مرتبہ پڑھ لیں تو نہ صرف زبان میں روائی محسوس فرمائیں گے بلکہ بیان بھی بالکل نہیں بھولے گا۔ ان شاء اللہ عز و جل۔

**رَبِّ اشْرَعْ لِيْ صَدْرِيْ ☆ وَ يَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ ☆ وَ اخْلُلْ مُقْدَةً مِنْ لِسَانِيْ ☆ يَفْقَهُوا قَوْلِيْ**

ترجمہ کنز الایمان : یعنی اے میرے ربِ میرے لئے میرا سینہ کھول دے اور میرے لئے میرا کام آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات سمجھیں۔

(۵) اب درج ذیل طریقے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد سمجھئے اور پھر تہذیب و تسمیہ پڑھئے۔

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الا نبياء والمرسلين اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

(۶) اب مناسب رفتار کے ساتھ دوروپاک کے یہ چار صیغہ پڑھائیں۔

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله وعلى الک واصحابک يا حبيب الله

الصلوة والسلام عليك يا نبی الله وعلى الک واصحابک يا حبيب الله

☆ دوروپاک کا ایک صیغہ پڑھانے کے بعد، جب تک لوگوں کی آواز مکمل طور پر ختم نہ ہو جائے، تب تک دوسرا نہ پڑھائیں۔

اسی طرح جب آپ کی کسی بات پر سبحان اللہ کہا جائے تو آواز مکمل ختم ہونے سے پہلے اگلی بات شروع نہ کریں کیونکہ یہ اپنی باطنی کیفیات پر غالب ہونے کی علامت ہے۔ اسکے بعد جس پر اس کی باطنی کیفیات غالب ہوتی ہیں اسے ایسے موقع پر اندر ورنی طور پر جلد بازی کے تقاضے کے باعث لوگوں کی آواز ختم ہونے کا انتظار کرنا بے حد دشوار محسوس ہوتا ہے اور یاد رکھئے کہ جسے اپنی کیفیات پر جتنا زیادہ کنٹرول حاصل ہوگا، وہ اتنا ہی موثر اور خود اعتمادی کے ساتھ بیان کرے گا۔ اس کیلئے امیر الحست (مدخلہ العالی) کے بیانات کو بغور سماعت فرمائیے۔

(۷) اب اسی طرح اعتکاف کے نیت کروائیے۔ (بشرطیکہ مسجد میں بیان ہو رہا ہو)

**نَوَيْثُ شَنْكُ الْأَعْتِكَافِ** میں نے نقلي اعتکاف کی نیت کی۔

(۸) اب دروپاک کی کوئی فضیلت بیان فرمائیے۔

(۹) اب اپنے بیان کے لئے تمہید باندھئے۔

## (۱۰) الفاظ کی رفتار

شروع سے آخر تک خوب دھیان رکھئے کہ الفاظ کی رفتار بالکل درمیانی رہے، نہ بہت تیز اور نہ بہت آہستہ۔ تیز تیز بیان کرنے کی صورت میں الفاظ نامکمل اور چب کر نکلتے ہیں، جس کے باعث سننے والوں کو بات سمجھنے میں شدید کوفت و دشواری محسوس ہوتی ہے، مکمل طور پر بات کیلئے کچھ دیر تو وہ اپنی پوری توانائی صرف کرتے رہتے ہیں، لیکن جب مبلغ کی تیز رفتاری میں استقامت کا عنصر غالب دیکھتے ہیں تو مایوس ہو کر ذہن ہٹا لیتے ہیں، نتیجتاً یادا نہیں باسیں دیکھنے شروع کر دیتے ہیں اور یا پھر انھوں کرا جماع گاہ سے ہی باہر نکل جاتے ہیں۔

یونہی بہت آہستہ رفتار بھی نہ ہو ورنہ مکمل و مسلسل توجہ مرکوز رکھنے اور ہر لفظ کے باہر آئے کا انتظار کرنے کے باعث بہت جلد ان کا ذہن تھک جائے گا جس کے باعث تھوڑی دیر بعد ہی غیندان پر غلبہ کر لے گی۔

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ شروع شروع میں رفتار بالکل مناسب ہوتی ہے لیکن جیسے جیسے بیان آگے بڑھتا ہے، رفتار بھی بڑھتی چلی جاتی ہے حتیٰ کہ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ بات بالکل سمجھنے میں نہیں آتی، اب صورت حال یہ ہو جاتی ہے کہ اگر مبلغ چاہے بھی تو اپنی رفتار کم نہیں کر سکتا۔ لہذا دوران بیان خوب غور کرتے رہیں اگر کسی بھی مقام پر محسوس ہو کہ رفتار کچھ بڑھ گئی ہے، تو فوراً دوبارہ آہستگی کی طرف مائل ہو جائیں۔

زیادہ بہتر یہ رہے گا کہ آپ بیان سے پہلے کسی اسلامی بھائی کو خود پر محاسب مقرر فرمائیں کہ جیسے ہی آپ کی اپیل تیز ہو وہ فوراً کسی اشارے کے ذریعے آپ کو بتا دے۔ کیونکہ اس اوقات خود مبلغ کو اندازہ نہیں ہو پاتا کہ میری رفتار تیز ہو گئی ہے۔

اس طرف بھی رفتار قابو کرنے میں بہت مدد ملے گی۔ یہ محاسب اس وقت تک مقرر رکھنا چاہئے کہ جب تک رفتار پر کامل طور پر کنٹرول حاصل نہ ہو جائے۔ اگر رفتار پر کامل قابو دیکھنا مقصود ہو تو حضرت صاحب (مدخلہ العالی) کے بیانات پر اس پہلو سے توجہ کر کے دیکھئے۔ الحمد للہ! رقم المحرف کو حضرت صاحب (مدخلہ العالی) کے بیانات کو بغور سننے کی برکت سے رفتار پر کسی حد تک قابو پانے میں مدد حاصل ہوئی۔

ایک حواسِ صورت اور پر تاثیر بیان کیلئے لہجے کے صحیح استعمال پر قدرت حاصل ہونا بھی بے حد ضروری ہے۔ لہجے کے بروقت درست استعمال سے ایک عام بات کو بھی خاص بنایا جاسکتا ہے۔

مبلغ کو چاہئے کہ بیان سے پہلے مواد کو پڑھتے ہوئے اس پہلو پر بھی غور کر لے۔ چنانچہ جس قسم کے جملے نظر آئیں، اسی قسم کا لہجہ بنانے کا پریکاریکل کر کے دیکھ لے۔ مثلاً کسی جملے میں غصے کا اظہار نظر آتا تو اسے بیان کرتے ہوئے غصیلہ لہجہ ہونا چاہیے۔ تمحیرہ جملہ ہو تو تجھب و حیرت والا۔۔۔ خوشی کی بات ہو تو خوشی والا۔۔۔ غم و رنج کی بات ہو تو غم والا۔۔۔ شکایت کا اظہار کیا گیا ہو تو شکایت والا اور بے چارگی پر مشتمل ہو تو بے چارگی والا لہجہ ہونا چاہیے۔

نیز یہ بات بھی پیش نظر ہے کہ فضائل وغیرہ پر مشتمل احادیث یا واقعات میں جس جملے میں فضیلت وغیرہ، اہم بات ذکر کی گئی ہو، اسے بے حد احتیاط سے ادا کریں، کیونکہ اسی پر پوری حدیث یا واقعہ کی اہمیت کا دار و مدار ہوتا ہے، اسے صحیح طریقے سے ادا نہ کرنے کی بنا پر مطلوبہ نتیجہ حاصل ہونا مشکل ہے۔ ایسے جملے کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً اس جملے میں وہ لفظ تلاش کریں کہ جو اہمیت کا حامل یا کسی فضیلت پر دلالت کر رہا ہے، مثلاً سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھ پر جمعہ کے روز اسی مرتبہ ذورو پاک پڑھئے تو اللہ تعالیٰ اس کے اسی برس کے گناہوں کی بخشش فرمادیتا ہے۔

اس حدیث مبارکہ کے آخری جملے میں دو الفاظ مذکورہ بیان کردہ فضیلت کے اعتبار سے اہم ہیں۔ (۱) اسی برس (۲) بخشش۔ پس جب اس جملے پہنچیں تو آواز کی رفتار تیز نہ ہونے پائے، اب لفظ اسی برس اور بخشش پر زور دے کر ادا فرمائیں، زور دینے کا طریقہ یہ ہے کہ جب ان الفاظ کو ادا کرنے لگیں، تو اپنا منہ بالکل مائیک کے ساتھ لگالیں۔

اسی بات کو تحریری طور پر سمجھانے کچھ مشکل ہے، عملی طور پر اسے بہتر انداز سے سمجھایا سمجھایا جاسکتا ہے، ہاں اتنا ضرور کیجئے کہ اس نکتے کو پیش نظر رکھ کر حضرت صاحب (مدخلہ العالی) اور پرانے تجویز کار مبلغین کا بیان سنئے ان شاء اللہ تعالیٰ جلد بات مکمل طور پر سمجھیں آجائے گی۔

لہجے کی درستگی کا امتحان یعنی مقصود ہو تو اپنے گھر میں بیان کر کے اس کا کیسٹ بنالیں اور پھر اسے سئیں کہ لہجہ درست ہے یا نہیں؟ غلطی محسوس ہوا سے بچیں، ان شاء اللہ عزوجل کچھ ہی عرصے میں لہجہ بہت حد تک صحیح ہو چکا ہو گا۔

بیان کے دوران اپنی بات کو ہاتھ کے اشارے سے سمجھانا خود اعتمادی کی علامت اور تاثیر پڑھانے میں اہم کردار کا حامل ہے۔ ذرے سے ہے انداز میں کھڑے ہو کر، ہاتھ ہلائے بغیر بیان کرنے سے سخنے والوں پر مبلغ کا اچھا تاثر قائم نہیں ہو پاتا، نیز اپنی بات سمجھنا نے میں بہت دشواری بھی پیش آتی ہے بلکہ بعض اوقات تو ہاتھ سے اشارہ کے بغیر بات سمجھانا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔

مثلاً اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کا یہ شعر ۔

قصر دلی تک کس کی رسائی جاتے یہ ہیں آتے یہ ہیں

اس شعر میں اگر قصر دلی سمجھانے کیلئے آسمان کی طرف اشارہ نہ کیا جائے تو سخنے والوں کی اکثریت نہیں سمجھ سکتی کہ اس سے کیا مراد لیا گیا ہے۔

لیکن یہ خیال ضرور رکھنا چاہئے کہ جہاں اشارے کی ضرورت ہو وہیں کیا جائے، اگر زبردستی اشارہ کیا، یا غلط مقام پر کرنے کی کوشش کی، تو فائدے کے بجائے الٹا نقصان ہو گا۔

رقم المروف نے ایک مرتبہ دوران ترتیب اس کی افادیت کے بارے میں گزارشات پیش کیں، ایک اسلامی بھائی نے اپنے اگلے ہی بیان میں اس کا کچھ زیادہ ہی پر جوش طریقے سے پریکھیکل کیا، نتیجتاً ان کے کثرت سے خلاف موقع ہاتھ ہلانے کے باعث لوگوں نے مسکراتے ہوئے بیان کو سننا۔

اگر اس کا صحیح استعمال کرتے ہوئے دیکھنا چاہیں تو کبھی امیر الہفت مدعا العالی کا بیان کرتے ہوئے بغور ملاحظہ فرمائیے۔

جس طرح مختلف نوعیت کے جملوں کی ادائیگی کے وقت لمحے میں تبدیلی ضروری ہے، بالکل اسی طرح چہرے کے تاثرات میں بھی تبدیلی واقع ہونی چاہئے۔ مثلاً جب غصے کی بات بیان کریں تو چہرے پر غصے کے آثار نمایاں ہو جائیں، جب خوشی یا فضیلت پر مشتمل بات ذکر کریں، تو چہرے پر سکراہٹ نمودار ہو جائے، لیکن بات پر چہرہ معموم ہونا چاہئے۔ علیحدہ القیاس چہرے کے تاثرات کی تبدیلی اس لئے ضروری ہے کی اس کے باعث بیان کی تاثیر بڑھ جاتی ہے، کیونکہ قریب بیٹھے ہوئے سامنے مبلغ کے چہرے کو دیکھ رہے ہوتے ہیں، اب یہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ سامنے والے کے چہرے پر جس قسم کے تاثرات دیکھتا ہے، اس کے دل پر اسی قسم کی کیفیات مرتب ہوتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ جب ہم کسی کو رو تے دیکھیں تو غم محسوس ہوتا ہے، کوئی ہمارے سامنے نہیں پڑے تو نہ چاہئے ہوئے ہمارے ہونٹوں پر بھی سکراہٹ چھا جاتی ہے، کوئی غصے میں ہو تو دل میں خوف محسوس ہوتا ہے۔ لیکن اسی طرح جب ہم دوران بیان اپنے چہرے کے تاثرات کو جملوں کے مطابق تبدیل کریں گے تو سامنے والوں کی دل کی کیفیات بھی مختلف ہوتی چلی جائیں گی اور اسی طرح ہر جملہ ان کے قلوب پر اثر انداز ہوگا۔

آپ کبھی کسی ہوٹل بس یا ریل گاڑی یا فٹ پاٹھ وغیرہ پر بیٹھ کر گفتگو کرنے والوں کو بغور ملاحظہ فرمائیے، آپ دیکھیں گے کہ وہ بلا تکلف اپنی بات سمجھانے کیلئے ہاتھوں سے اشارے بھی کر رہے ہوں گے اور گفتگو کے مطابق ان کے چہروں کے تاثرات میں تبدیلی بھی واقع ہو رہی ہوگی، خصوصاً جب کوئی اہم بات بیان کر رہے ہوں تب ان کے اشارے اور تاثرات ضرور نوٹ کیجئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قدرت نے ہر شخص کو بغیر کسی استاد کے یہ بات پہنچی ہی سے سکھا دی ہے کہ اپنی بات کو سمجھانے اور اس میں مزید اثر بیدار کرنے کیلئے اشاروں اور تاثرات کا سہارا لینا بے حد مفید ثابت ہوتا ہے۔

اس کے برعکس بالکل سپاٹ چہرے کے ساتھ بیان کرنا یا غلط تاثرات کا اظہار کرنا۔ بیان کی اہمیت کو بے حد کم کر دیتا ہے۔ غلط تاثرات سے مراد یہ ہے کہ جہاں غصے کی بات ہو وہاں سکرا دینا، جہاں خوشی کا اظہار ہونا چاہئے اس جگہ بالکل بے تاثر چہرے بنالینا، جیسے کسی نے مار کر کھڑا کر دیا ہے۔ یونہی صوت وغیرہ کا ذکر کر کے لیکن چہرے کے بجائے سکرا نا شروع کر دینا غیرہ۔ اس پر مہارت و عبور کے چند طریقے ہیں:-

☆ بیان سے قبل اپنے گھر میں آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے آپ کو دیکھ کر یہ جملے ادا کیجئے اور غور کرتے جائیے کہ کسی مقام پر چہرے پر تاثر قائم نہیں ہوئے، اس مقام پر خصوصی توجہ کر کے غلطی کو دور فرمائیں۔ جلد کسی اسلامی بھائی کو محاسب مقرر کر کے اس کے سامنے ادا کر کے دیکھیں لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ کوئی بے تکلف دوست نہ ہو، ورنہ نہیں روکنا مشکل ہوگا۔

☆ مبلغین کو بیان کرتا دیکھیں۔ مدینہ... حتی الامکان تاثرات کے سلسلے میں تکلف سے بچنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ تکلف تاثرات غالب کرنے کی بناء پر مبلغ کے حق میں ریا کاری میں بدلنا ہونے کی بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔

## (۱۴) آیت پاک پڑھنا

اگر کوئی آیت پاک بیان کرنا مقصود ہو تو پہلے اسے دو تین مرتبہ بلند آواز سے پڑھ لیں تاکہ دورانِ بیان زبانِ انگل نہ جائے۔ نیز آیت کریمہ اسی وقت پڑھیں کہ جب آپ کے مخارج بالکل درست ہوں، ورنہ گنہگار ہونے کے ساتھ ساتھ سننے والوں کے طرف سے قابل گرفت ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ چنانچہ اگر مخارج درست نہ ہوں، تو بغیر ذلت و بے عزتی محسوس کے صرف ترجمے پر ہی التفاء کیجئے۔

## (۱۵) آپ، ہم، وغیرہ کا استعمال

بیان میں بسا اوقات صرف سننے والوں کو خطاب کرنا ہوتا ہے مثلاً سننے والوں کو اجتماع کی دعوت دیتے ہوئے مبلغ کا یوں کہنا کہ دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں پابندی سے شرکت فرمایا کیجئے۔

بعض اوقات کسی مسئلے کے سلسلے میں انکے ساتھ ساتھ خود کو بھی شامل کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً کسی گناہ کے بارے میں بیان کرتے ہوئے یوں کہنا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے اس گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور کبھی نوعیتِ اس قسم کی ہوتی ہے کہ نہ تو وہاں سامنے والوں کو مخاطب کرنا مناسب ہوتا ہے اور نہ خود کو، بلکہ مطلقاً تمام مسلمانوں کو سامنے رکھ کر بات کی جاتی ہے۔ مثلاً یوں کہنا کہ آج کل کم علمی کے باعث بات بات پر کلماتِ کفر بک دیجے جاتے ہیں، ہر مسلمان کو اس معاملے میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے۔

اگر مبلغ مذکورہ استعمال سے ناواقف ہے اور ان کا غلط استعمال کرتا ہے تو اس کا بھی بیان پر برادر پڑتا ہے۔ مثلاً یوں کہا کہ ہم تو ہر وقت کلمہ کفر بکتے رہتے ہیں..... یا..... آپ ہر وقت لکھر کفر بکتے رہتے ہیں..... یا..... آپ بہت زیادہ گنہگار ہیں، لہذا آپ کو چاہئے کہ ان گناہوں کو چھوڑ دیں..... یا..... اللہ تعالیٰ آپ کو نیکیوں کے معاملے میں سستی سے بچائے۔ سمجھو دار اسلامی بھائی بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اس غلط استعمال کی بناء پر سامعین کے ذہن میں مبلغ کے متعلق کس قسم کے خیالات پیدا ہوں گے، ہو سکتا ہے کہ کوئی یوں کہتا ہو انظر آئے کہ لو بھی اہمیں تو گنہگار بنا دیا، خود تو بڑا اللہ کا ولی ہے۔

## (۱۶) درودِ پاک کا صحیح تلفظ

بعض اوقات تیزی سے ادائیگی کی بناء پر درودِ پاک کے الفاظ چب کر ادا ہو جاتے ہیں جس کے باعث صرف اتنا ہی سننے میں آتا ہے صلواتُ اللہ عَلَیْہِ الرَّحْمَنِ الرَّحِیْمِ ..... اس طرح ادائیگی میں درودِ پاک کی برکات سے محرومی تو ہوتی ہی ہے، ساتھ ساتھ لوگوں کو شدید بدظن ہوتے بھی دیکھا گیا ہے۔ لہذا جب بھی درودِ پاک پر پہنچنے لگیں فوراً ذہن بنالیں کہ اب رفتار آہستہ کر کے درست طریقے سے درودِ پاک ادا کرنا ہے اس طرح پہلے ہی ذہنی طور پر تیار رہنے کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد صحیح ادائیگی پر قدرت حاصل ہو جائیگی۔ اس کیلئے بھی خود پر ایک محاسب مقرر کرنا مفید رہے گا۔

## (۱۷) ایک لفظ کی تکرار

بعض اسلامی بھائی ایک لفظ کو غیر ارادی طور پر بار بار دہرانے کے عادی ہوتے ہیں مثلاً..... مطلب یہ ہے کہ ..... پھر کیا ہوا..... ہیں..... معلوم یہ ہوا..... معنی یہ ہے کہ..... وغیرہ وغیرہ۔ انہیں چاہئے کہ اس عادت سے جان چھڑا سیں تاکہ بیان کی سلاست دروانی میں فرق نہ پڑے، نیز اس کے باعث جملے بے ربط نہ ہو جائیں اور لوگ بار بار ایک ہی لفظ کو سن کر بیزاریت و بوریت و مزاح محسوس نہ کریں۔ اگر کسی مبلغ کو خود یا حساس نہ ہو کہ میں کوئی لفظ بار بار دہراتا ہوں تو اسے چاہئے کہ کسی کو اس پر محاسب مقفر کر لے تاکہ اپنی اس عادت پر مطلع ہو سکے۔

## (۱۸) اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنا

بعض اوقات بیان میں زور پیدا کرنے کیلئے نفس و شیطان کے دروغ نے میں آ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب جھوٹی باتیں منسوب کر دی جاتی ہیں، یہ بہت بڑا گناہ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی سے بے خوبی کی عظیم علامت ہے۔

کاش! ایسے مبلغین و مقررین و خطباء حضرات درج ذیل آیت کریمہ اور حدیث پاک کو ہمیشہ ذہن نشین رکھتے۔  
☆ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے.....

**فَمَنْ أَظْلَمُ مِنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِيَضْلِلَ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ (۲۸-النَّعَمَ: ۳۳)**

ترجمہ کنز الایمان : تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے کہ لوگوں کو اپنی جہالت سے گمراہ کرے۔

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا، وہ اپنا مکانہ جہنم میں بنالے۔ (ابن ماجہ، باب التخلط فی تحمد الذنب علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

ایسے غیر محتاط حضرات کو دو وجہات کی بناء پر اللہ تعالیٰ کا خوف محسوس کرنا چاہئے تھا۔

(۱) جھوٹ گھرنے کے باعث اور (۲) لوگوں کا اس جھوٹ کو آگے روایت کر کے ان کیلئے گناہ چاریہ کا سبب بننے کی وجہ سے۔

جیسا کہ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے اچھا طریقہ جاری کیا، پھر اس پر عمل کیا گیا تو ایسے شخص کو اپنا اور عمل کرنے والوں کا ثواب ملے گا، جب کہ ان لوگوں کے ثواب میں کوئی کم نہ ہوگی اور جس نے کوئی بر اطریقہ جاری کیا پھر وہ طریقہ اپنا یا گیا تو اس کیلئے اپنا گناہ بھی ہے اور ان کا بھی جو اس پر عمل پیرا ہوئے،

بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں سے کچھ کم کیا جائے۔ (ترمذی۔ باب ما جاء في من دعا إلى حندى فاتح)

بیان سننے والے مبلغین کو چاہئے کہ جب کوئی ماحول کا مبلغ، اجتماع وغیرہ میں اس قسم کی غلطی کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے اس بات کا حوالہ ضرور طلب فرمائیں تاکہ احتساب کے خوف کی وجہ سے ان کی طبیعت میں اختیاط پسند کا مادہ بڑھے اور اس اعتبار سے ماحول پر تنقید اور برپا دی آخوند کے دروازے بند ہو جائیں۔ راقم الحروف نے چند مرتبہ اس قسم کے غیر محتاط حضرات کی خدمت میں استفسار کیا تو کوئی معقول جواب نہ ملا، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے کہ صرف وقتی طور پر مخلوق کی جانب سے ملنے والی خوشی کی خاطر اس گناہ عظیم کے ارتکاب پر جرأت مند نہ ہوں۔

## (۱۹) فقہی اور اختلافی مسائل بیان کرونا

حتی الامکان فقہی اور اختلافی مسائل کے بیان سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر مبلغ نہ تو ان کے تمام پہلوؤں کی معرفت رکھتا ہے اور نہ ہی مکمل شرح وسط کے ساتھ ان کی ادائیگی پر قدرت۔ چنانچہ جب ناقص معلومات کے ساتھ اس قسم کے مسائل کو بیان کرنے کی غلطی کی جاتی ہے تو بجائے فائدے کے عموماً نقصان کا منہ ہی دیکھا پڑتا ہے۔ ہاں اگر کوئی مبلغ شرعی مسائل میں فقہائے کرام کے اختلاف پر اطلاع رکھتا ہے، اسے راجح و مرجوح اقوال کی معرفت حاصل ہے اور ایک مسئلے کے تمام پہلوؤں پر گفتگو پر قادر ہے، نیز اختلافی مسائل میں اپنا عقیدہ مکمل طور پر جانتا ہے اور لوگوں کی ذہنی سطح کو پیش نظر رکھ کر اس قسم کے مسائل کو بغیر کسی کی طرف اشارہ کئے ثابت انداز سے بیان کرنے پر قادر بھی ہے، تو اسے بیان کرنے میں حرج نہیں لیکن انہیں بھی چاہئے اس قسم کے مسائل کو باقاعدہ موضوع بنانا کر بیان نہ کریں بلکہ کسی دوسرے موضوع کی تحت ضمناً ذکر کریں کیونکہ خصوصاً اختلافی مسائل کا بیان بعض مدعیین کو بالکل سمجھنے میں نہیں آتا اور وہ اس پر زبان اعتراض دراز کرتے نظر آتے ہیں۔

جب کوئی مبلغ دورانِ بیان کسی بزرگ کی لکھی ہوئی عربی کتاب کا نام لے کر حوالہ دیتا ہے، تو فطرتاً دیگر مبلغین اور مطالعہ کا شوق رکھنے والی عوام الناس اس کتاب کا ترجمہ حاصل کرنے کی جستجو کرتی ہے، چنانچہ مختلف کتب خانوں پر جا کر اس کے پارے میں سوال کیا جاتا ہے۔ سننے والوں کی اس کیفیت کے پیش نظر مبلغین کو چاہئے کہ کسی بھی ایسی کتاب کا حوالہ دینے سے گریز کریں کہ جس کا ترجمہ علامہ اہلسنت نے نہ کیا ہو کیونکہ جب تر غیب پا کر لوگ مخالفین کے ترجمے پڑھیں گے، تو لامحالہ ان کی محبت دل میں پیدا ہوگی، نیز ان کے مزید ترجم کی طرف مائل ہو گا اور یوں ہم مالی لفاظ سے ان کی مدد کرنے میں موثر گردار ادا کرنے کا باعث بن جائیں گے۔

اس کی ایک خصوصت یہ بھی ظاہر ہوگی کہ پڑھنے والے کے دل میں غیر محسوس طریقے سے ان کے باطل عقائد سے نفرت میں کی واقع ہو جائے گی۔ کیونکہ ترجمہ کرتے ہوئے ہر مسلک والا اپنے مسلک کی تائید میں ملنے والی باتوں کو نمایاں طور پر بیان کرتا ہے جن کو پڑھ کر علم کی کمی کا شکار مسلمان اپنے مسلک کے بارے میں تذبذب کا شکار ہو جاتا ہے، نیز ترجم کے معاملے میں بد منہوں کی خیانتیں مشہور و معروف ہیں، یہ ناپاک لوگ دیگر مسلمان کی تائید والی باتوں کا ترجمہ ہی گول کر جاتے ہیں، نیز بہت سی ایسی باتیں جو اصل کتب میں موجود نہیں، انہیں اپنے پاس درج کر دیتے ہیں، پڑھنے والے کو کیا معلوم کہ یہ الفاظ عبارت اصل کتاب میں موجود تھی یا نہیں؟ آپ کو حیرت ہو گی کہ انہوں نے احادیث کی درسی کتابوں میں بھی اس قسم کی تبدیلیاں کر دیں ہیں اور پھر عقائد باطلہ سے نفرت و کراہت میں یہ کی انسان کو کفر تک بھی پہنچا سکتی ہے۔

اس کے علاوہ یہ عمل، دیگر مبلغین کیلئے ایک دلیل کی حیثیت رکھتا ہے کہ جب ایک مرکزی مبلغ مخالفین کی کتابیں پڑھ کر بیان کر سکتا ہے، تو یہ کیوں نہیں؟ نیز جب وہ بلا خوف و خطر ان کا حوالہ دے سکتا ہے تو ان کیلئے ممانعت کیوں؟ ہاں اگر کوئی مبلغ عربی کتب کا خود ترجمہ کرنے پر قادر اور وہ عربی کتاب اس کے پاس موجود بھی ہو تو اب اس کا حوالہ دینے میں حرج نہیں لیکن اس صورت میں بھی اس بات کی وضاحت کر دینا بہتر ہے کہ میں نے یہ بات فلاں عربی کتاب سے مطالعہ کر کے بیان کی ہے تاکہ سننے والے اس کا ترجمہ تلاش کرنے کی طرف مائل نہ ہوں۔

مذکورہ..... اگر کسی عربی کتاب کا ترجمہ اپنے علماء نے کیا ہو تو اس کا حوالہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

## (۲۱) انداز بیان میں نقل کی کوشش

حتی الامکان اپنا انداز بیان سب سے منفرد رکھنے کی کوشش کریں، کسی دوسرے کا انداز بیان نقل کرنے میں کئی قسم کے نقصانات کا شکار ہونے کا اندریشہ ہے مثلاً.....

- (۱) اس سے دل میں ریارکاری پیدا ہوتی ہے، خصوصاً جب کہ سننے والے انداز پہچان کر بہترین نقل پر مبارکباد دیتے ہوئے تعریفی جملے کہتے ہیں۔
- (۲) اس سے مبلغ کی توجہ بیان کے معیار کو بہتر کرنے سے انداز بیان میں مشابہت پیدا کرنے کی طرف زیادہ مائل ہوگی، نتیجتاً معیار بیان کی ترقی کی رفتار میں کمی واقع ہونے کا قوی امکان ہے۔
- (۳) سننے والوں کی توجہ اس کے بیان کے مواد سے زیادہ اس جانب مبذول رہے گی کہ یہ مبلغ نقل میں کس حد تک کامیاب رہا۔ نتیجتاً بیان کی برکات سے مکمل طور پر فیضیاب ہونا ممکن نہ رہے گا۔
- (۴) ہو سکتا ہے کہ نقل میں مکمل کامیابی حاصل نہ ہو، اس سے نہ صرف خود اپنی ذات میں ناکام رہ جانے کے بارے میں ایک افسوس و صدمے کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، جس کے باعث مبلغ کی صلاحیتیں متاثر ہونے کا قوی امکان ہے بلکہ سننے والوں کو بھی مکمل لطف حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کے کام مکمل طور پر مشابہت سننا چاہتے تھے، جب یہ مقصود پورا نہ ہوا تو ان کے دل بھی کامل اثر قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔

ہاں اگر ان باتوں کا خوف نہ ہو تو پھر کوئی حرج بھی نہیں ہے، جیسے بعض اسلامی بھائی حضرت صاحب مدخل العالی کے انداز بیان کو بعضہ نقل کرنے میں کامیاب رہتے ہیں اور ان کی ذات یا بیان وغیرہ میں کسی قسم کی کمی بھی واقع نہیں ہوتی۔

یوقت ضرورت و موقع، اشعار کا استعمال بھی بیان میں لکھار پیدا کرنے میں بے حد موثر گردار ادا کرتا ہے۔ اشعار کی ادائیگی میں خیال رکھیں کہ اگر شعر کے مضمون طویل ہیں، تو درمیان میں تھوڑا سا وقف کر کے پڑھیں، مثلاً—

چاہیں تو اشارے سے اپنے، کایا ہی پٹ دیں عالم کی  
یہ شان ہے خدمت گاروں کی، سردار کا عالم کیا ہوگا

دونوں مصروعوں میں قومے کے مقام ہلکا سا وقف کرنا چاہئے اور اگر چھوٹے مضمون ہوں تو دونوں مصروفوں میں درمیان میں کسی مقام پر وقف نہ کریں، اور پہلے مضمون کے اختتام پر آواز اٹھا کر رکھیں، دوسرے مضمون کے آخر میں آواز گرائیں۔ مثلاً—

ماں گئیں گے مانگے جائیں گے منہ ماںگی پائیں گے  
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

اسعار کی ادائیگی یا تو کسی کو سنا کر درست کی جاسکتی ہے اور یا پھر مبلغین اور خصوصاً حضرت صاحب مدظلہ العالی کے بیانات کو غور سے سن کر۔

یاد رہے کہ خلاف موقع اور کثرت سے اشعار پڑھنا، بیان کی اہمیت کو کم کر دیتا ہے۔

## (۲۳) طنز و مزاج

دوران بیان کبھی بکھار حسب ضرورت مزاج شامل کر لینا بھی سنتے والے کی طبیعت میں نشاط پیدا کر دیتا ہے، نیز اس کے باعث بیان کی طرف ان کی توجہ میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ ہے کہ دل کو آزاد بھی چھوڑ دیا کرو، خوش کن لکھنے بھی سوچا کرو، کیونکہ جسم کی طرح دل بھی تحکم جاتا ہے۔ (جامع بیان احلم و فضلہ)

☆ ابو حالد والبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے، وہ اشعار اور زمانہ جاہلیت کے قصے بھی سنایا کرتے تھے۔ (ایسا)

لیکن اس میں اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ اگر بیان مکمل طور پر سمجھی گی کا تقاضا کر رہا ہو مثلاً موت کے موضوع پر بیان ہے تو اس صورت میں کسی مقام پر بھی مزاج نہ سمجھتے، درست پورے بیان کا اثر ختم ہو جائے گا اور آدھے پونے گھنٹے کی تمام محنت پل بھر میں ضائع ہو جائے گی۔

یونہی بغرضِ اصلاح طنز کا استعمال بھی قلوب پر چوت کرنے میں موثر ثابت ہوتا ہے لیکن اسکے استعمال پر قدرت حاصل کئے بغیر عمل کی کوشش، بعض اوقات لوگوں کے بدھن ہو جانے کا سبب بھی بن جاتی ہے، لہذا جب تک محتاط انداز میں چوت کرنے پر ملکہ حاصل نہ ہو، اس سے پچھا ہی بہتر ہے۔

ان دونوں چیزوں میں مہارت حاصل کرنے کیلئے بھی تجربہ کار مبلغین کا بیان بغور سماحت فرمائیے۔

## (۲۴) افضل و مفضول کیلئے الفاظ کا استعمال

افضل و مفضول کے ذکر کے وقت الفاظ کے صحیح استعمال پر خصوصی توجہ کرنا بھی بے حد ضروری ہے۔ مثلاً جب مفضول، اپنے سے اعلیٰ سے کلام کر رہا ہو تو اس کیلئے عرض اور جب افضل، مفضول سے کلام کرے تو فرمایا کا لفظ استعمال کرنا چاہیے مثلاً.....

آپ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے مابین ہونے والی کوئی گفتگو بیان کرنا چاہتے ہیں اب یقیناً اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ افضل اور پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مفضول ہیں، چنانچہ اسے یوں بیان کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محظوظ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا۔ اور پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔

یقیناً ایسے الفاظ کا استعمال اسی وقت درست ہو سکتا ہے کہ جب مبلغ اپنے ذکر کردہ نقویٰ قدسیہ کے مراتب سے خود واقف ہو گا اور اس واقفیت کیلئے کثرت مطالعہ درکار ہے اگر کہیں مراتب کی پہچان میں وقت محسوس ہو تو اس بارے میں پرانے مبلغین سے رجوع کرنا چاہئے اور اگر بیان کا موقع آگیا اور کوئی بتائے والا نہیں ملتا تو پھر ایسے الفاظ استعمال فرمائیں کہ جو افضل و مفضول دونوں کیلئے یکساں استعمال کرنا مناسب ہو۔

اس استعمال الفاظ میں احتیاط کے کئی فائدے ہیں:-

☆ سامعین کی طرف سے گرفت سے حفاظت رہتی ہے۔

☆ سامعین اگر افضل و مفضول کے مراتب سے ناواقف ہوں تو صراحت وضاحت کے بغیر اس طریقے سے ان کے مراتب میں فرق کو جان لیا جاتا ہے۔

☆ جب مفضول کی طرف سے عاجزی کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں، تو سننے والوں کے دل میں ان کی عظمت میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ بھی بڑوں سے ادب کے ساتھ مخاطب ہونے کی ترغیب حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

## (۲۵) اسلاف کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ناموں کے ساتھ دعا کا استعمال

### ﴿۱﴾ اَبْيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

اکیں نبی کا ذکر ہوتا تو	عَلَيْهِ السَّلَامُ	اسی پر سلامتی نازل ہو۔
دو ہوں تو	عَلَيْهِمَا السَّلَامُ	ان دونوں پر سلامتی نازل ہو۔
اور دو سے زیادہ ہوں تو	عَلَيْهِمُ السَّلَامُ	ان سب پر سلامتی نازل ہو۔

☆ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کیسا تھکم ازکم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور اگر کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا ہو مثلاً یا رسول اللہ تو صَلَّی اللہ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ۔

### ﴿۲﴾ صَحَابَةُ كَرَامٍ رضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

ایک مرد صحابی کا ذکر ہوتا تو	رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا رِضْوَانَ اللَّهِ عَلَيْهِ	الثناں سے راضی ہوا۔
دو ہوں تو	رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَا رِضْوَانَ اللَّهِ عَلَيْهِمَا	الثان دنوں سے راضی ہوا۔
اور دو سے زیادہ ہوں تو	رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ يَا رِضْوَانَ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ	الثان سب سے راضی ہوا۔
او ر خاتون صحابیہ ہوں	رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَا رِضْوَانَ اللَّهِ عَلَيْهَا	الثناں سے راضی ہوا۔
تو ایک کیلئے		

دو کیلئے	رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَا رِضْوَانَ اللَّهِ عَلَيْهِمَا	الثان دو سے راضی ہوا۔
او ر دو سے زیادہ کیلئے	رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُنَّ يَا رِضْوَانَ اللَّهِ عَلَيْهِنَّ	الثان سب سے راضی ہوا۔

(۳۴) اولیاء اللہ حبهم اللہ جمیع

اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرمائے۔	رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ يَا رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى يَا قُدْسَ سِرْهُ	ولی اللہ کا ذکر ہو تو ایک ہونے کی صورت میں دو ہوں تو
اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت نازل فرمائے۔	رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا يَا رَحْمَةُهُمَا اللَّهُ تَعَالَى يَا قُدْسَ سِرْهُمَا	اوہ دو سے زیادہ ہوں تو
اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت نازل فرمائے۔	رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِم يَا رَحْمَةُهُم اللَّهُ تَعَالَى يَا قُدْسَ سِرْهُم	اوہ دو سے زیادہ ہوں تو، ایک کیلے
اللہ تعالیٰ اس رحمت نازل فرمائے۔	رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهَا يَا رَحْمَةُهَا اللَّهُ تَعَالَى يَا قُدْسَ سِرْهَا	ولیہ اللہ ہو تو، ایک کیلے
اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت نازل فرمائے۔	رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا يَا رَحْمَةُهُمَا اللَّهُ تَعَالَى يَا قُدْسَ سِرْهُمَا	دو ہوں تو
اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت نازل فرمائے۔	رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِن يَا رَحْمَةُهُن اللَّهُ تَعَالَى يَا قُدْسَ سِرْهُن	اوہ دو سے زیادہ ہوں تو

دریجہ

- (۱) یہ خیال رہے کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استعمال صحابی وغیر صحابی دونوں کیلئے جائز ہے، اسی طرح رحمة اللہ تعالیٰ علیہ کا استعمال بھی۔
- (۲) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ضن سے پڑھیں ظہ سے پڑھنا غلط ہے۔

اگر اپنی بات کو سمجھانے کیلئے دنیاوی مثالوں کا سہارا لیا جائے تو نہ صرف بات بہت اچھی طرح سمجھائی جاسکتی ہے بلکہ اسکے باعث بیان کی تاثیر میں بے حد اضافہ بھی ہو جاتا ہے۔ لہذا بیان کرنے سے پہلے اس پہلوں پر بھی غور کر لیں کہ بیان میں موجود کسی بات کو مثال کے ذریعے سمجھانا بہتر ہے گا اور اس کیلئے کیا مثال بیان کی جائے؟

(۲۷) مال داروں، کھیل کوڈ، حرام کاروبار، ٹس وی، وی سی آر،

### پینٹ شرت وغیرہ کی مذمت میں احتیاط

مال اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اس کے باعث ہزار ہادین کے کام پایہ تک پہنچتے ہیں، نیز بے شمار عبادات کی ادائیگی صرف مال کی موجودگی پر موقوف ہے۔ فی نفسہ مال کوئی بری شے نہیں، ہاں ہمارا اسے غلط طریقے سے حاصل یا استعمال کرنا اس میں عیب پیدا کرنے کا سبب ہن جاتا ہے، یونہی مال کا جمع کرنا بھی بعض صورتوں میں منوع و قابل گرفت ہے اور بعض صورتوں اس سے مستثنی ہیں۔ مال کی مذمت بیان کرتے ہوئے ان تمام امور کو ویش نظر رکھنا بے حد ضروری ہے، ورنہ مطلقاً مال کی مذمت بیان کرنے کی بناء پر نہ صرف مال دار حضرات کے ناراض ہونے کا خطرہ ہے، بلکہ خود ماحول سے وابستہ اسلامی بھائیوں کا گفوت رہتا بھی مشکل ہے، بلکہ ہمارے کئی اسلافِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی بدگمانی پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔

کھیل کوڈ کے بارے میں بھی احتیاط کے ساتھ بیان کرنا چاہئے، اس کیلئے پہلے ہمیں خود معلوم ہونا چاہئے کہ کون سا کھیل ناجائز ہے اور کیوں؟ ہو سکتا ہے کہ ایک کھیل شرعی اعتبار سے مباح ہو، لیکن کم علمی کے باعث اسے حرام قرار دے دیا جائے، ایسی صورت میں کھلینے والے کا انجام کیا ہوگا، یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، لیکن مبلغ کے بارے میں بغیر شک کے کہا جاسکتا ہے کہ حضرت! اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی شے کو حرام قرار دینے کے گناہ میں جتنا ہو چکے ہیں، جس پر توبہ کرنا واجب ہے۔

اور بالفرض اگر حرام و ناجائز کھلیوں اور ان کے حرام و ناجائز ہونے کے سبب کی معرفت حاصل بھی ہو تو بھی احتیاط اسی میں ہے کہ ان کی کھل کر مذمت نہ کریں، کیونکہ سننے والوں میں کثیر ایسے بھی ہوں گے کہ جو بعض کھلیوں سے والہانہ محبت رکھتے ہیں اور یقیناً اپنے محبوب کی مذمت سننا کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ لہذا اس طرح اصلاح کے امکانات کم اور بگاڑ کے زیادہ ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ اگر مذمت کرنا ہی ہو تو مطلقاً کھلیوں کی قباحت کریں، کسی ایک مخصوص کھیل کا نام نہ لیں نیز قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کی وجہ بھی بیان ہوئی چاہئے تاکہ سننے والوں کو اطمینان قلبی حاصل ہو جائے۔

یوں نہیں بیان سننے والوں میں بعض اوقات حرام کار و بار میں مشغول حضرات بھی بیٹھے ہوتے ہیں، یہاں بھی اگر حرام مال کی نہ مدت  
بیان کرنی ہو تو کسی کا رو بار کا نام لئے بغیر نہ مدت کریں، ورنہ ایسے لوگوں کی اصلاح ہونا مشکل ہے، ناراضگی کے امکانات  
زیادہ ہیں۔

لیکن وی، وی سی آر و غیرہ کے خلاف بولنے میں بھی بے حد احتیاط درکار ہے، فی زمانہ یہ نجومیں ہر ہر گھر میں داخل ہو چکی ہیں،  
لہذا ایک سننے والے کا ذہن میں بھی چانے تو دیگر کا بننا، بنانا بے حد مشکل ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس پر صرف پرانے مبلغین ہی  
کلام کریں اور وہ بھی بہت احتیاط کے ساتھ اور محض۔

اسی طرح پینٹ شرٹ وغیرہ بھی آج کل عام ہو چکی ہیں، بعض اوقات شو قیہ اور بسا اوقات مجبوراً بھی چھٹی پڑ جاتی ہے،  
جیسے اسکوں یونیفارم یا انوکری وغیرہ کے دوران۔ چنانچہ اس پر بیان کرنا بھی مضید کم اور غیر مضید زیادہ ثابت ہو گا۔ یہاں بھی یہ مسئلہ  
بے حد قابل غور ہے کہ بعض مبلغین پینٹ شرٹ وغیرہ کی نہ مدت کرتے ہوئے بسا اوقات یہ حدیث پاک بیان کردیتے ہیں کہ  
جو جس قوم سے مشا بہت اختیار کرے، وہ انہیں میں سے ہے۔ ایسے تمام مبلغین کی خدمت میں موبدانہ مدنی گزارش ہے کہ  
پہلے اس حدیث پاک کا صحیح مفہوم جانیں، پھر اسے کسی مناسب مقام پر بطور دلیل پیش کریں، ورنہ غلط مقام پر اس کا بیان،  
شرعی اعتبار سے خود ان کیلئے قابل گرفت ثابت ہو گا۔

مدینہ..... ان تمام مذکورہ اشیاء کی نہ مدت کا معاملہ حضرت صاحب (مدخلہ العالی) کے حوالے کرنا ہی مناسب ہے، آپ کے ان میں سے  
کسی چیز کی نہ مدت فرمانے کی صورت میں اصلاح کے امکانات واضح و روشن ہیں، کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ اس قسم کی بات کہنے  
کے بعد بات کو کس طرح سنجا ناچاہئے، جب کہ دیگر مبلغین بات کہنا تو جانتے ہیں، لیکن سنجا نا ان کے لئے سے باہر ہو جاتا ہے،  
لہذا یہ کہنا مناسب ہو گا کہ حضرت صاحب کی ذات کریمہ پر خود کو قیاس کرتے ہوئے ان امور پر جرأۃ مندی کیسا تھی سخت بیان کرنا  
بیو قوئی کی واضح علامت ہے۔ اگر کوئی مبلغ اس قسم کے مرض میں جتلاء اسلامی بھائیوں کی اصلاح کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ  
انہیں حضرت صاحب (مدخلہ العالی) کے بیانات کی کیمیں سننے کیلئے دے۔

## (۲۸) اللہ تعالیٰ کیلئے واحد کا صیغہ

وحدانیت کا لحاظ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کیلئے واحد کے صیغہ کا استعمال بزرگان دین میں جاری و ساری رہا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کیلئے جمع کا لفظ استعمال کرنے سے گریز کرنا چاہئے، اسی میں ادب ہے۔ چنانچہ یوں نہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بلکہ اس طرح کہنا مناسب کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

## (۲۹) دوران بیان غلطی واقع ہونا

اگر کبھی دوران بیان کوئی ایسی غلطی ہو جائے کہ جس پر شرعی اعتبار سے گرفت ہوتی ہو، تو فوراً اس کی وضاحت فرمادیں، اس میں ہرگز ہرگز شرم محسوس نہ کریں کیونکہ اگر اس غلطی کو آگے روایت کیا گیا، تو جتنے لوگ اس میں جلاء ہوتے رہیں گے، ان سب کا و بال بیان کرنے والے کی گردان پر ہو گا چنانچہ اس معاملے میں دنیا کی چند روزہ زندگی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کو پیش نظر رکھیں۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سامعین میں سے کوئی شخص اس پر مطلع ہو جائے تو نتیجتاً اس کے اس مسئلہ اور دعوتِ اسلامی کے ماحول سے بدھن ہونے کا قوی امکان ہے اور بالفرض اگر دوران بیان اپنی غلطی پر اطلاع نہ ملی، بعد میں مطلع ہوئے، تو توہہ کے ساتھ ساتھ دیکھیں کہ اگر وہ غلطی اس قسم کی ہے کہ جس کی تلافی ضروری ہے مثلاً کوئی بات کفر نہ تھی، اسے کفر کہہ دیا، یا کوئی کفریہ معاملہ تھا، اسے درست قرار دے دیا، تو اگلے اجتماع میں مناسب موقع تلاش کر کے اس کی وضاحت فرمادیں۔

## (۳۰) دوران بیان اٹک جانا

اگر دوران بیان کسی بات پر اٹک جائیں، تو گھبرائے بغیر سننے والوں کو درود پاک پڑھنے کا کہیں، اتنے وققے میں اپنے آپ کو سنبھال لیں۔

## (۳۱) فی زمانہ ناقابل عمل بات کو بیان کرنا

کوئی بھی ایسی بات بیان کرنے سے گریز کریں کہ جس پر فی زمانہ عمل کرنا مشکل یا تنظیمی اعتبار سے نقصان کا باعث ہو۔ مثلاً اس قسم کا واقعہ کہ ایک بزرگ نے شہرت سے بچنے کیلئے مسجد میں جا کر لوگوں کے جو تے چادر میں چھپائے، کسی کی ان پر نگاہ پڑگئی، لوگوں نے آپ کو چور بھجو کر مارنا پیٹنا شروع کر دیا، اس طرح آپ نے خود کو شہرت سے محفوظ فرمالیا۔

اب خود غور فرمائیں کہ اس روایت کے بیان کرنے سے کون سا تنظیمی فائدہ حاصل ہوگا؟

## (۳۲) عوام کو اسلاف سے بدگمانی سے بچانا

کوئی ایسی بات بیان نہیں ہوئی چاہئے کہ جس کے باعث عوام انسانوں میں اسلاف کرام کے متعلق بدگمانیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ مثلاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آپس کے معاملات۔ خصوصاً تاریخ الخلفاء اور تاریخ کے موضوع پر لکھی گئی دیگر کتابوں کی روایات بیان کرتے ہوئے اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

## (۳۳) محاسبہ و عمل کی قریب

اگر خواہش ہو کہ یہ بیان مخفی وقت گزاری کا ذریعہ نہ بنے بلکہ سنتے والے میرے بیان پر عمل پیرا ہو کر ثواب جاریہ کا سبب بن جائیں، تو دوران بیان ہر قابلِ محاسبہ بات پر محاسبہ کی سوچ دیتے رہئے اور اختتام بیان کے وقت عمل کی تلقین کریں، نیز ساتھ ساتھ یہ بھی ضرور بتائیں کہ اس بات پر کس طرح عمل پیرا ہونا ممکن ہے؟ اس کا طریقہ کیا ہے؟ اور اس پر استقامت کس طرح حاصل کی جائے؟ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا فائدہ بہت جلد دیکھایا محسوس کیا جاسکتا ہے۔

لیکن یہاں اس بات کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے کہ محاسبہ، بیان میں ذکر کردہ مواد سے مطابقت رکھنے والا ہونا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ بیان کسی اور موضوع پر تھا اور محاسبہ کی دعوت کسی اور موضوع کے تحت دی جا رہی ہے، اگر ایسا ہوا تو یقیناً اس سے نفع کا حصول مشکل ہے مثلاً تکمیر کے بیان کے آخر میں اس الفاظ سے محاسبہ کر دایا۔ پیارے اسلامی بھائیوں آپ نے تکمیر کی آفتیں ملاحظہ فرمائیں ان کی روشنی میں ہمیں بھی اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کہ ہم بھی آخرت کی فکر رکھتے ہیں یا نہیں؟ ہمیں چاہئے کہ ہم وہ وقت آخرت کی فکر رکھا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جاسکے، آخرت کی فکر رکھنے کی برکت سے نیک اعمال پر استقامت ملے گی اور گناہوں سے جان پچھوٹ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فکر آخرت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمين  
امید ہے کہ مثال سے مقصد سمجھیں آگیا ہو گا۔

ہر بیان کو چاہئے کہ اپنے بیان کا اختتامِ دعوتِ اسلامی کے ماحول کی فضیلت پر کرے تاکہ سننے والوں کے دل ماحول کی طرف مائل ہوں اور ان کے ذہنوں میں نیکیوں پر استقامت اور گناہوں سے دوری کے سلسلے میں ماحول کے لازم و ضروری ہونے کا تصور جذبکڑ لے یقیناً اس کیلئے کافی خور و لفڑ کی ضرورت ہے کیونکہ محابے کی طرح اختتام کا بھی موضوع سے مر بوط ہونا بہت ضروری ہے ورنہ کم از کم اس بیان کے ذریعے مذکورہ مقصد کا حصول مشکل ہے۔

مثلاً غیرت کا بیان کرنے کے بعد اس طرح اختتام کرنا چاہئے کہ پیارے اسلامی بھائیو! اگر اس گناہِ عظیم سے محفوظ رہنا چاہیں تو دعوتِ اسلامی کے ماحول سے واسطگی بہت ضروری ہے کیونکہ ہمارے ماحول میں زبان کی حفاظت پر خصوصی توجہ کی جاتی ہے، چونکہ تمام اسلامی بھائی حتی الاماکن اپنی گفتگو کو پاکیزہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، لہذا ساتھ رہنے والے کو بھی منوعہ گفتگو کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے، اس طرح کچھ ہی عرصے بعد زبان بے شمار گندی اور بری باقوں سے محفوظ ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ماحول سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمين

لیکن اس کے عکس اگر یوں اختتام کی کوشش کی کہ پیارے اسلامی بھائیو! آپ نے غیب کی تباہ کاریاں ملاحظہ فرمائیں، میری آپ سے موبدانہ گزارش ہے کہ عبادات پر استقامت کیلئے دعوتِ اسلامی کے ماحول سے ہر دم وابستہ رہنے کی کوشش فرمائیں، جو اس ماحول کے قریب آجائے، وہ جلد ہی بہت سے نیک اعمال پر قادر ہونے کی سعادت حاصل کر لیتا ہے، لہذا آپ بھی اس ماحول کے قریب رہنے کی کوشش کر جئے تاکہ آپ کو بھی نیکیوں پر استقامت حاصل ہو جانے۔ تو یقیناً یہ غیر مر بوط فضیلت مطلوبہ مقصد کے حصول میں معاون ثابت نہیں ہو سکتی۔

سامعین کو تھوڑی تھوڑی دیر بعد اپنی جانب متوجہ رکھنے کیلئے پیارے اسلامی بھائیوں بھی کہتے رہیں۔ عدم تو جو کسی کے ساتھ نہ سنا جانے والا بیان نہ توڑہن میں باقی رہتا ہے اور نہ سننے والے کی ذات میں کسی قسم کی تجدیلی کا سبب نہتا ہے۔ نیز اگر انہیں متوجہ نہ کیا جائے تو تھوڑی دیر بعد ہی نیند کا غلبہ ہونے لگتا ہے اور سوتے ہوئے یا حالت غنوادگی میں بیان سننا بھی اس کی برکات سے محرومی کا سبب بنے گا۔

لیکن اس کی بہت زیادہ کثرت بھی نہ کریں، ورنہ فائدے کے بجائے نقصان ہو گا، کیونکہ اس طرح بار بار بیان کا ربط نہ گا اور بے ربط بیان اکثر غیر موثر ثابت ہوتا ہے۔ رقم الحرف کو ایک اسلامی بھائی نے بتایا کہ ایک مبلغ نے آدھے گھنٹے کے پیان میں تقریباً ۶۳ مرتبہ پیارے اسلامی بھائیوں کہا۔ سبحان اللہ! خور فرمائیے کہ اس کثرت کے بعد بیان میں لوگوں کی توجہ اور استغراق کا عالم کیا ہو گا؟

## (۳۶) قرآن و حدیث کی شرح تفسیر

قرآن و حدیث کو اپنے فہم کے مطابق سمجھنے کی کوشش کرنا، انسان کو گراہی کا ڈکار کرو سکتا ہے، کیونکہ ان کے مفہماں سمجھنے کیلئے وسعت علمی درکار ہے اور ہر ایک کے پاس یہ دولت موجود نہیں ہوتی، چنانچہ اگر قرآن کریم اور حدیث پاک کی تفسیر و شرح بیان کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو تفاسیر اور شروحات کی طرف رجوع کرنا چاہئے، چاہے کوئی آیت یا حدیث کتنی ہی آسان کیوں نہ محسوس ہو، اپنے پاس سے ہرگز ہرگز اس کا مطلب بیان کرنے کی کوشش نہ کیجئے، اسی میں عافیت ہے۔

ایک مفید مشورہ..... اپنے بیان میں نکھار پیدا کرنے، اس کی تاثیر بڑھانے، اغلاظ سے محفوظ رہنے اور دوسروں کی اصلاح میں مہارت حاصل کرنے کیلئے مبلغین اور خاص طور پر امیر دعوتِ اسلامی (مدخلہ العالی) کا بیان خوب خور سے سنا کیجئے، سننے کے دوران غور کریں کہ کہاں آوز اٹھانی چاہئے، کہاں گرانا مناسب ہے، کہاں رفتار تیز ہونی چاہئے اور کہاں بالکل کم رفتار کے ساتھ الفاظ ادا کئے جائیں وغیرہ غیرہ۔

یونہی عام مبلغ کے بیان میں جو کوئی محسوس فرمائیں اُنہیں بھی نوٹ کریں اور پھر اپنے بیان کے بارے میں غور کریں کہ میں اچھی باتوں پر عمل ہی را ہوں یا نہیں؟ اور میرا بیان فلاں فلاں نوٹ کی گئی غلطی سے پاک ہے یا نہیں؟

ان شاء اللہ تعالیٰ اگر کچھ عرصہ اسی طرح محابے کرتے ہوئے بیانات سے اور اپنے بیان کو اغلاظ سے پاک کرنے کا سلسلہ جاری رکھا تو بہت جلد کامیابی قدم چوئے گی اور بیان کا معیار اس قدر خوبصورت اور بہتر ہو جائے گا کہ لوگ بے چینی سے انتظار کریں گے کہ کب اس مبلغ کا بیان آئے اور ہم اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

## نئے مبلغ تیار کرنے کا طریقہ

ماہول سے وابستہ ہر اسلامی بھائی کو چاہئے کہ نہ صرف خود اچھا مبلغ بننے کی کوشش جاری رکھے بلکہ اپنی موت سے پہلے پہلے دوسرے اسلامی بھائیوں پر محنت کر کے انہیں بھی بہترین مبلغ بنانے کی کوشش کرے۔

نئے مبلغ تیار کرنا کچھ زیادہ مشکل کام نہیں بس تھوڑی سی حکمت اختیار کرنے کی ضرورت ہے اس کا طریقہ حاضر خدمت ہے:

(۱) جو اسلامی بھائی آپ سے بیان سیکھنے کے خواہش مند ہوں ان سے پہلے ہی طے فرمائیں کہ دورانِ تربیت نامہ نہیں کریں گے کیونکہ جتنی پابندی سے بیان سیکھا جائے گا اتنی ہی جلدی صلاحیت اُبھرے گی۔

(۲) اب دیکھیں کہ وہ اسلامی بھائی پہلے سے درس دیتے رہے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں، تو پہلے انہیں کسی مسجد میں درس شروع کروائیں، اگر کسی مسجد میں ممکن نہ ہو تو اپنے سامنے ہی کم اس کم ۱۵ دن تک درس سنیں۔ اس کی برکت سے سامنے کھڑے ہونے اور بولنے کے بارے میں کچھ نہ کچھ جھجھ ضرور دور ہو جائے گی۔

(۳) جب آپ محسوس فرمائیں کہ انہیں درس پر قدرت حاصل ہو گئی ہے تو اب فیضانِ سنت (فیضانِ رمضان) میں درج شدہ یہ واقعہ زبانی یاد کرنے کیلئے دے دیں:-

شہرِ بخارا میں ایک بھوی رہا کرتا تھا، ایک مرتبہ وہ ماہِ رمضان میں اپنے چھوٹے بچے کے ساتھ مسلمانوں کے بازار سے گزر رہا تھا کہ اچانک اس کے بچے نے جیب سے کوئی چیز نکالی اور کھانا شروع کر دی، بھوی نے جب یہ دیکھا تو اسے بہت غصہ آیا اور اس نے اسے ایک زوردار تھپٹر سید کیا اور بولا تجھے شرم نہیں آتی؟ مسلمانوں کے بازار میں رمضان کے مہینے میں سر عالم کھا رہا ہے؟ بچے نے عرض کی، ابا جان! آپ بھی تو کھاتے ہیں؟ بھوی نے کہا، ہاں ہاں! میں بھی کھاتا ہوں لیکن چھپ کر کھاتا ہوں، سب کے سامنے کھا کر رمضان کی بے حرمتی نہیں کرتا۔ پھر وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔ کچھ عرصے بعد بھوی کا انتقال ہو گیا۔ کسی نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت کے باغوں میں ٹہل رہا ہے۔ اس نے حیران ہو کر پوچھا کہ تو تو بھوی تھا تو جنت میں کیسے آگیا؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں، واقعی میں بھوی تھا لیکن چونکہ میں نے رمضان المبارک کی تعظیم کی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے احترامِ رمضان کی برکت سے مجھے مرنے سے پہلے ایمانِ نصیب فرمادیا اور مرنے کے بعد مجھے جنت عطا فرمادی۔

(۴) اب آپ انہیں درج ذیل بارہ باتیں لکھوادیں کہ ابتداء جن کا بیان میں خیال رکھنا ضروری ہے:-

(۱) قدم (یعنی قدم سید ہے اور ان کے درمیان کا فاصلہ کم ہو) (۲) کپڑے (یعنی عمامہ، گریبان، پاسینچے، قیص کا دامن وغیرہ ذرست ہوں) (۳) لوگوں کی طرف دیکھ کر بیان کرنا (۴) دونوں جانب دیکھ کر بیان کرنا (۵) تعودہ و تسمیہ (۶) اعتکاف کی نیت (۷) ڈرود پاک (۸) ہاتھ میں ڈائری (۹) تاثرات (۱۰) اشارے (۱۱) لہجہ۔

(۵) اب ان میں سے تاثرات، اشارے اور لمحے کے بارے میں باتفصیل بتائیں کہ بیان میں کس طرح کا لمحہ، کس نوعیت کے تاثرات اور کس قسم کے اشارے استعمال کئے جائیں گے۔ مثلاً.....

ایک مرتبہ وہ اپنے چھوٹے پچھے ..... یہاں ہاتھ سے پچھے کے چھوٹے قد کی طرف اشارہ کریں۔

گزر رہا تھا ..... گزرنے کا اشارہ کریں۔

پچھے نے جیب سے کوئی چیز نکال کر کھانا شروع کر دی ..... یہاں جیب سے کسی چیز کے نکالنے کا اشارہ کریں۔

مجنوی نے جب پیدا کیا ..... یہاں اپنے سائیڈ میں تھوڑا سا نیچے کی جانب دیکھیں جیسے کسی چھوٹے پچھے کو دیکھا جاتا ہے۔

اس نے زوردار تھپٹر سید کیا ..... یہاں تھپٹر کے اشارے کیسا تھا ساتھ لفظ زوردار پر لمحے میں سختی پیدا کریں تاکہ لمحے سے ہی تھپٹر کے زوردار ہونے کا اندازہ ہو جائے۔

تجھے شرم نہیں آتی، مسلمانوں کے بازار میں سب کے سامنے کھاتا ہے؟ ..... یہاں اولاً چہرے پر غصے کے آثار نمودار کریں، پھر غصے والا لمحہ بننا کر سوالیہ انداز میں ..... اس جملے کو ادا کریں۔ آپ نے مشاہدہ فرمایا ہو گا کہ جب کوئی شخص غصے میں کلام کرتا ہے، تو اس کی زبان میں بڑی روائی آ جاتی ہے اور تیز رفتاری کے ساتھ الفاظ ادا کرتا ہے۔ یہاں بھی اس چیز کا خیال رکھنا ضروری ہے، لیکن تیزی سے الفاظ نکالنے میں اس بات کا خیال بھی رکھا جائے کہ الفاظ چبیس نہیں، بلکہ بالکل واضح سنائی دیں۔

ابا جان! آپ بھی تو کھاتے ہیں؟ ..... یہاں لمحے میں شکایت اور سوال نمایاں ہونا چاہئے۔ نیز چہرے پر بے چارگی کے آثار نمایاں ہونے چاہیں۔

ہاں ہاں، میں بھی کھاتا ہوں لیکن تیزی طرح، چھپ کر کھاتا ہوں ..... یہاں بھی لمحہ سخت اور غصیلہ ہونا چاہئے۔

کسی نے اسے خواب، جنت کے باغوں میں ٹہل رہا ہے ..... یہ جملہ بہت اہم ہے، لہذا اسے بہت احتیاط سے ادا کرنا چاہیے۔ یہاں رفتار باکل تیز نہ ہو۔ آرام آرم سے الفاظ ادا کریں اور لفظ باغوں پر زور دیں۔

اس نے پوچھا ..... جنت میں کیسے آگیا؟ ..... یقیناً ایک مجنوی کا جنت میں نظر آنا باعث تعجب ہے، لہذا یہاں لمحے میں حیرانی و تعجب پیدا کریں، نیز سوالیہ لمحہ بھی ہونا چاہئے۔

اس نے جواب ..... لیکن چونکہ میں نے رمضان کی تنظیم کی تھی، لہذا احترام رمضان کی برکت سے، اللہ تعالیٰ نے مرنے سے پہلے مجھے ایمان نصیب فرمادیا اور مرنے کے بعد مجھے جنت عطا فرمادی ..... یہ آخری جملے پورے واقعہ کی جان ہیں، لہذا ان کی ادائیگی میں پوری مہارت کا استعمال ہونا چاہئے، ذرا سی بے احتیاطی پورے واقعہ کو بے اثر بنادے گی۔

چنانچہ اس قسم کے جملوں کو بہت مناسب رفتار سے ادا کرنا چاہئے، نہ بہت تیز نہ بہت ہی آہستہ۔ اب پہلے قوموں (۱) پر رکیں گے،

لیکن بہت ہی معمولی سادقہ ہو گا۔ پھر دوسری قوموں پر تھوڑا سا تھہریں۔ اب انگلے جملے میں لفظِ ایمان پر زور دیں گے کیونکہ جملے میں جو لفظِ اہم ہوا سے زور دے کر ہی ادا کرنا چاہئے، اور زور دینے کا طریقہ پہلے عرض کیا جا چکا کہ منہ کو مائیک کے قریب کر لیں اور اگر مائیک نہ ہو تو ویسے ہی زور سے ادا کریں۔ اور آخری جملے میں لفظِ جنت کو بھی زور دے کر ادا فرمائیں۔

(۶) اس طرح سمجھا کر انگلے روزان سے بیان سنیں، جہاں غلطی محسوس ہو اس جملے کو بار بار ادا کروائیں۔ لبجے وغیرہ کا خصوصی طور پر خیال رکھیں۔

(۷) جب اس واقعے کی ادائیگی سے مطمئن ہو جائیں تو کوئی دوسرا واقعہ دیجئے، اسے بھی اسی طرح سمجھا کر انگلے روز سنیں۔ اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے، حتیٰ کہ جھپک بالکل نکل جائے اور الفاظ و جملوں کی ادائیگی میں نکلف ختم ہو جائے۔

(۸) جب ان بارہ نکات پر ملکہ حاصل ہو جائے تو پھر آہستہ آہستہ باقی نکات بھی سمجھاویں۔

(۹) تربیت کے دوران بالکل سنجیدہ رہنے کی کوشش کریں کیونکہ شروع شروع میں جملوں کی ادائیگی اور خصوصاً لبجہ بنانے اور تاثرات قائم کرتے وقت بھی آتی ہے۔ اگر بھی، مذاق غالب رہا تو بھی بھی فائدہ حاصل نہ ہو گا۔

(۱۰) اب ان مبلغین کو ابتداء علاقے میں نیکی کی دعوت کے اجتماع میں بیان دیجئے، پھر اجتماع کے بعد حلقوں میں، اگر قافلوں میں شرکت کریں تو وہاں۔ جب اچھی طرح اطمینان ہو جائے تو پھر چھوٹا مرکزی بیان اور پھر ان شاء اللہ پڑا بیان۔

الحمد للہ! راقم الحروف نے اسی طرح نشتوں کے ذریعے کئی مقامات پر بہت سے مبلغین کو بیان سکھانے کی سعادت حاصل کی۔ جن میں سے کئی بھائی آج کل مرکزی مبلغین ہیں۔ اس طرح بیان سکھانے کا ایک فائدہ یہ بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ سیکھنے والے کو سیکھنے کے ساتھ ساتھ بیان سکھانے کی مہارت بھی حاصل ہو جاتی ہے اور اس طرح بیان سیکھنے کئی بیان سکھانے والے بھی تیار ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے محبوب، داناۓ غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے موت سے پہلے پہلے بہترین مبلغ بننے اور اس معاملے میں ہر قسم کی سستی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امین بجاہ الہی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم